

خلق عظیم

خالی

فہرست مضمایں

مضایں صفحہ نمبر

۱۹۵	عورتوں کی عزت
۱۹۷	زہدو قاعع
۲۰۰	عزم و استقلال
۲۰۳	سچائی
۲۰۵	عفت اور حیا
۲۰۶	خدمت خلق
۱۵۳	اکساری اور سادگی
۱۵۶	بردباری اور تھل
۱۵۹	دیانتداری اور حسن معاملہ
۱۶۱	عہد کا پورا کرنا
۱۶۳	شجاعت
۱۶۵	سخاوت
۱۶۷	عدل و انصاف
۱۷۰	مساوات
۱۷۲	عنواں در گزر
۱۷۵	رم
۱۷۷	مسکینوں اور قیپوں سے محبت
۱۷۹	ڈشمنوں سے سلوک
۱۸۳	بچوں اور بڑھوں پر شفقت
۱۸۴	قرابت داروں سے سلوک
۱۸۹	ہمسایوں سے سلوک
۱۹۰	مہمانوں سے سلوک
۱۹۲	غلاموں سے سلوک
۱۹۳	حیوانوں پر شفقت

(۳)

ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت علیؓ کی دعوت کی اور کھانا آپ کے گھر ہی پہنچا دیا۔ جب کھانے پر بیٹھے گئے تو حضرت قاطعہؓ نے فرمایا کیا ہی اچھا ہوتا اگر رسول اللہ ﷺ بھی یہاں تشریف لے آتے اور ہمارے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ حضرت علیؓ نے جا کر آپ ﷺ سے عرض کیا اور آپ ﷺ تشریف لے آئے۔ مگر جب دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ دیواروں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے۔ حضرت علیؓ نے واہی کی وجہ ریافت کی تو فرمایا کسی زیب وزینت کے مکان میں داخل ہونا بغیر کی شان کے خلاف ہے۔

(۴)

ایک دفعہ کھانے کے موقع پر جگہ کھنک تھی اور لوگ زیادہ آگئے۔ آنحضرت ﷺ اکثر وہ بیٹھے گئے تا کہ جگہ نکل آئے۔ ایک بد و بھی مجلس میں شریک تھا۔ اُس نے کہا، محمد ﷺ یہ کیا بیٹھے کا طریقہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”خدانے بھی خاکسار بندہ فرمایا ہے جاہ اور سرکش نہیں بنایا۔“

(۵)

نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ متواضع تھے اور آپ ﷺ کو غرور اور تکبر سے سخت نفرت تھی۔ غریبوں اور مسکنیوں کے ساتھ مل کر بیٹھنے میں آپ ﷺ کو قطعاً مارنے تھی۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ نے سعودؓ کو فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جس میں رائی کے دانے کے برابر بھی بتکر ہو گا وہ جنت میں نہ جاسکے گا۔“

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے صحابہ اکرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا ”جس نے خاکساری اختیار کی اللہ تعالیٰ اُس کا مرتبہ بلند کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو سب سے اوپرے مقام تک پہنچا دیتا ہے۔“

(۶)

حضرت واثق بن خطابؓ نے فرماتے ہیں کہ ایک شخص جناب سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر

انکساری اور سادگی

(۱)

رسول اکرم ﷺ کی طبیعت نہایت سادہ تھی۔ کھانے پیئے پہنچنے اور اڑھنے، اٹھنے بیٹھنے غرض کی چیز میں تکلف نہ تھا۔ کھانے میں جو سامنے رکھ دیا جاتا تناول فرمائیتے۔ پہنچنے کو چھوٹا موتا جوں جاتا چکن لیتے۔ زمین پر پہنچائی پر فرش پر جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ آرائش اور نماش سے آپ ﷺ کو نفرت تھی۔ ہر چیز میں سادگی اور بے تکلفی کو پسند فرماتے۔

اپنے جو تے خود کا نہ لیتے۔ مویشی کو خود ہی چارہ ڈال لیتے۔ اونٹ باندھتے، بکری دھو لیتے اور اگر ضرورت ہوئی تو گھر میں صفائی بھی کر لیتے۔ خادموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ کام کا ج میں خادموں کے ساتھ شامل ہو جاتے۔ بازار سے خود چیزیں خرید لاتے اور خود ہی اٹھا لاتے۔ اور ہر رادی اور اعلیٰ کو پہلے سلام کرتے۔

حضور اکرم ﷺ کا دن رات کا لباس ایک ہی تھا اور بالکل سادہ تھا۔ آپ ﷺ کی غذا بھی سادہ تھی اور خواہ کیسا ہی تغیری شخص آپ ﷺ کو کھانے پر نہ لاتا آپ ﷺ اُس کی دعوت قبول فرمائیتے اور اُس کے گھر چل کر جو حاضر ہوتا تناول فرماتے۔

صحابہ اکرامؓ کی مجلس ہوتی یا عام غریبوں کی جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے اور اپنے لئے کوئی انتیازی چکے مقرر نہ فرماتے۔

(۲)

حضرت عائشہ صدیقۃؓ فرماتی ہیں کہ اپنے اخلاق میں نبی کریم ﷺ جیسا کوئی نہ تھا۔ خواہ آپ ﷺ کو کوئی صحابی علا تیا گمرا کوئی آدی تو حضور ﷺ اُس کے جواب میں لیک (حاضر) ہی فرمایا کرتے۔

رہا ہے اور قبر میں جانے کیلئے تیار رہا۔

(۱۱)

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ بازار سے کچھ سو اسفل خرید کر اسے خود انداختا کر لارہے تھے کہ ایک صحابی نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا اور آگے بڑھ کر عرض کیا کہ حضور ﷺ یہ سامان مجھے دے دیجئے۔ میں انداختا لے چلتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”یہ مناسب نہیں۔ جس کسی کی چیز ہو اُس کا انداختا اُسی پر واجب ہے۔“

(۱۲)

حضور ﷺ ایک دفعہ یہوداں بوقریطہ کی جانب تشریف لے گئے۔ تو اُس روز حمار (گدھے) پر سوار تھے۔ جس کی باگ کھور کے پٹھے کی رتی سے بنی ہوئی تھی اور اُس کی پٹھت پر صرف کھور کی صاف پڑی ہوئی تھی۔

بردباری اور تحمل

(۱۳)

نبی کریم ﷺ میں بردباری اور تحمل درجہ کمال تک تھا۔ قریش مکہ نے آپ ﷺ پر بہر چینکے راستے میں کائنے بچائے۔ آپ ﷺ کو سماں اور جادو گہرا۔ غرضیکہ گالیاں تک دیں لیکن آپ ﷺ نے سب تکلیفوں کو حوصلے اور بردباری سے برداشت کیا اور کبھی انتقام لینے کی کوشش نہیں کی۔

حضرت عائشہ صدیقۃؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول فعل سے کبھی کسی شخص کو تکلیف اور ایڈ انہیں پہنچائی۔

ہوا۔ حضور ﷺ اُس وقت مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ اُس کیلئے ذرا چیچھے ہٹ گئے۔ اُش نے عرض کیا حضور اکرم ﷺ مجلس میں کافی جگہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”مسلمان کا حق ہے کہ جب وہ اپنے مسلمان بھائی کو دیکھے تو اُس کیلئے اپنی جگہ سے پرے ہٹ کر اس کو جگدے۔“

(۷)

ایک مرتبہ ایک شخص دربار نبوت ﷺ میں حاضر ہوا اور بیت رسالت سے کامیئے لگا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”ذرومت میں بادشاہ نہیں، میں ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی۔“

(۸)

ابن حامد سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ کے تشریف لانے پر صحابہ اکرام ﷺ قائم کیلئے کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”ایامت کرو کیونکہ یہ اہلِ حُمَّ کے آداب ہیں۔“

(۹)

حضور اکرم ﷺ کی تواضع اور اکساری کی یہ حالات تھی کہ جائز اور عالمی الفاظ بھی پسند نہ فرماتے۔ مطریف بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں بنی عامر کے قبیلے کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب ہم سب حضور اکرم ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے تو ہم نے کہا آپ ﷺ ہمارے سردار ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ”سردار خدا ہے۔“ ہم نے عرض کیا آپ ﷺ فضیلت کے لحاظ سے ہم سے افضل اور بزرگی کے لحاظ سے ہم سے بزرگ و برت ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”خیر یہ کہ نادرست ہے بلکہ اس سے کتر کہ تو بہت اچھا ہے۔ خیال رکو کہیں شیطان تمہیں اپناوکیں نہ بنا لے۔“

(۱۰)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول کریم ﷺ نے اپنے جنم مبارک کا ایک حصہ پکڑ کر ارشاد فرمایا ”اُنس اٹو ڈیا میں ایک غریب کی طرح رہ اور اپنے آپ کو ایک مسافر سمجھ جو انہا سفر طے کر

فرمایا کہ تیرے وعدہ میں ابھی تین دن باقی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کا قرض ادا کر دو۔ اور اسے میں صالح اور زیادہ دو۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے اس کیلئے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔

(۱۷)

جبیر بن مطعم بیان کرتے ہیں کہ جب رسول پاک ﷺ جگھنی سے واپس آئے تو میں ان کے ہمراہ تھا۔ چند گناہ مال غیمت مانگتے مانگتے آپ ﷺ سے لپٹ گئے اور آپ ﷺ کی چادر مبارک درخت کے کاٹوں میں الجھنی۔ حضور ﷺ اسی جگہ ٹھہر کئے اور فرمانے لگے بھائیو! میری چادر تو مجھے دے دو۔ اگر ان درختوں کی کھنکی کے برابر بھی میرے پاس اونٹ ہوتے تو میں وہ سب تم میں تقسیم کر دیتا اور تم مجھے نہ ہی بخیل پاتے، نہ جو گتا، نہ بد دل۔

(۱۸)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:
”کیا میں تمہیں وہ شخص نہ بتا دوں جو دوزخ کی آگ پر حرام ہے اور جس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ وہ آہستہ چلنے والا نرم دل اور نرم خوب ہے۔“ (ترمذی)

(۱۹)

حضرت اُنسؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا ﷺ کے پاس مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک گناہ آیا اور کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ اکرمؓ نے اُسے لکارا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور پیشاب کرنے سے مت روکو۔ وہ ٹھہر گئے اور جب اس نے پیشاب کر لیا تو حضور ﷺ نے اُسے اپنے پاس بلا یا اور فرمایا ”یہ مسجد میں پیشاب یا پا خانہ کیلئے نہیں۔ یہ اس واسطے بھائی گئی ہیں کہ ان میں اللہ کا ذکر کر کیا جائے، نماز پڑھی جائے اور قرآن پڑھا جائے۔“ پھر ایک شخص کو حکم دیا، وہ پانی کا ڈول لایا اور اُس پیشاب والی جگہ پر بھا دیا۔

لے ایک یا تین کام ہے۔

۱۵۸

طاائف میں آنحضرت ﷺ وعظ اور تبلیغ کیلئے تشریف لے گئے۔ وہاں کے باشندوں نے حضور ﷺ پر (نعوذ باللہ) کپڑہ چھکتی۔ آوازے لگائے اور اتنے پھر مارے کہ حضور ﷺ لہو سے تباہ تر اور بے ہوش ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ کا غلام زید بن حارثہ آپ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ اُس نے کہا حضور ﷺ ان کے حق میں بد دعا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”میں ان کی ہلاکت کیلئے کیوں بد دعا کروں اگر پیامبان نہیں لاتے تو امید ہے کہ ان کی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔“

(۱۵)

ایک دفعہ حضور سرور کائنات ﷺ لوگوں میں کچھ جیزیرہ تقسیم فرمائے تھے کہ ایک عربی آیا اور آتے ہی آپ ﷺ کی چادر مبارک کو اس زور سے کھینچا کہ سرور کائنات ﷺ کی گردان مبارک میں نشان پڑ گئے۔ پھر وہ حضور ﷺ سے کہنے لگا کہ اے محمد ﷺ امیرے لئے ان اٹوں کو خدا کے مال سے لا دو۔ پھر کہا تم اپنے باپ کے مال سے تو نہیں دے رہے؟ یہ خدا کا مال ہے اور اس میں میرا بھی حصہ ہے۔ آپ ﷺ نے تہایت تحمل اور برباری سے فرمایا تھا سے اس کا بدلہ لیا جائے گا۔ اُس نے کہا اس کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں؟ کہنے لگا کیونکہ آپ ﷺ نہ ان کا بدلہ نہ اُنی سے نہیں لیتے۔ آپ ﷺ مسکرا دیے اور اُس کی حاجت روائی فرمائی۔

(۱۶)

ایک دفعہ چند سالوں کی حاجت پوری کرنے کیلئے آنحضرت ﷺ نے ایک بیووی سے کچھ قرض لیا۔ وہ مقروہہ میعاد سے پہلے ہی آگیا اور آتے ہی آپ ﷺ کی چادر مبارک کو کپڑہ کر زور سے کھینچا۔ اور کہنے لگا کہ اے عبد المطلب کی اولاد اتم بڑے نا دہندہ ہو۔ اس کی ناشائستہ حرکت کو دیکھ کر حضرت عمرؓ کو خصہ آیا اور انہوں نے بیووی کو ڈانگا۔ مگر آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو اس سختی سے روکا اور فرمایا ”عمرؓ! تمہارے لئے مناسب تھا کہ مجھے حسن ادا یعنی کا مشورہ دیتے اور اُسے حسن شکاضا کا۔“ بیووی کو

لے نہ دینے والے۔ ۲۔ اچھی طرح مانگنا

۱۵۷

(۲۲)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کسی کا اونٹ دینا تھا۔ ایک دن قرض خواہ آیا اور آپ ﷺ سے تقاضا کرنے لگا اور آپ ﷺ کو (نحوۃ اللہ) مہلا کہا۔ صحابہ اکرمؐ نے اُس کو ڈانٹا۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”چھوڑ دو قرض خواہ کو آزادی سے گنتگو کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس کے اونٹ کے موافق دوسرا اونٹ دے دو۔“ صحابہ اکرمؐ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس اس کے اونٹ سے اعلیٰ اور اچھا اونٹ ہے۔ فرمایا ”بھی اونٹ اس کو دے دو۔ اس نے کہ تم میں سے وہ شخص بہت ہی اچھا ہے جو قرض ادا کرنے میں اس سے اچھا مال دیتا ہو۔“

(۲۳)

حضرت عبداللہ بن ابی ریبیہؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے چالیس روپے قرض لئے۔ چند دن کے بعد میدان جنگ سے مال غیست آیا تو آپ ﷺ نے میرا قرض ادا کر دیا اور زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ”خدا تمہارے مال اور مال دعیاں میں برکت دے۔“ قرض کا معافہ بھی ہے کہ قرض دینے والے کا قرض ادا کیا جائے اور اُس کے حق میں دعائے خیر کی جائے۔

(۲۴)

جب رسول خدا ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو بعض لوگ ایمان لانے میں دوسروں پر اس کے سبقت لے گئے کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ کاروبار کر چکے تھے۔ اور آپ ﷺ کی دینات کو جھی طرح جانتے تھے۔ انہوں نے کہا جو شخص دینیا کے معاملہ میں دینات کو نہیں چھوڑ سکتا وہ اللہ کے معاملہ میں کیسے دینات کو چھوڑ سکتا ہے۔

(۲۵)

رسول اللہ ﷺ خود بھی معاملہ کے صاف تھے اور یہ بھی خیال رکھتے تھے کہ ہر مسلمان کا معاملہ کمرا ہو۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے فلیٰ کا ایک ڈھیر دیکھا جو منڈی میں بیچنے کیلئے لاایا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اُس میں ہاتھ مبارک ڈالا تو ظاہر ہوا کہ اوپر خشک فلیٰ ہے اور نیچے گیلا ہے۔ آپ ﷺ نے غلہ والے سے

(۲۰)

ایک دفعہ بہودیوں کا ایک گروہ نبی کریم ﷺ کی ملاقات کیلئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اجازت ملنے پر انہوں نے السلام علیکم (آپ پر سلامتی ہو) کی بجائے السلام علیکم (تمہیں موت آئے) کہا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ الفاظ سننے لئے اور جواب میں فرمایا تم پر موت آئے اور تم پر خدا کی لعنت ہو۔ غیرہ خدا ﷺ نے فرمایا ”عائشہؓ! اللہ نے اونٹ کرنے والا ہے اور تمام کاموں میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔“ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ نے سننا جوانہوں نے کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں امیں نے سننا اور جواب دیا کہ وَعَلَيْکُمْ (اور تم پر بھی)۔

دیانتداری اور حسنِ معاملہ

(۲۱)

دعویٰ نبوت سے پہلے قریش مکہ اکثر اپنی امانتیں نبی کریم ﷺ کے پاس رکھتے۔ کیونکہ انہیں آپ ﷺ کی امانت اور دینات پر یقین تھا۔

نبوت سے پہلے آنحضرت ﷺ تجارت کیا کرتے تھے۔ جن لوگوں کو آپ ﷺ کے ساتھ واسطہ پڑتا تھا۔ وہ آپ ﷺ کی دیانتداری کے بے حد مدعا احتہان تھے۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ایک تاجر کے پاس سواونٹ فروخت کئے۔ جب سو دا گراونٹ لے کر چلا گیا تو آپ ﷺ کو علوم ہوا کہ ایک اونٹ لگڑا تھا۔ آپ ﷺ ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر تاجر کے پیچے روانہ ہوئے۔ کافی راستے طے کرنے کے بعد آپ ﷺ تاجر سے جا ملے اور اسے بتایا کہ ایک اونٹ کچھ لگڑا ہے اور میں اس لئے آیا ہوں کہ اونٹ کی قیمت واپس کر دوں اور اونٹ لے جاؤں۔ وہ تاجر حضور اکرم ﷺ کی دیانتداری کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔

اور تھوڑا عرصہ حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں بیٹھنے سے ان کے دل میں اسلام کی صداقت کا یقین ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اسلام لے آیا۔ اب میں کافروں کے پاس واپس نہیں جاؤ گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”میں عہد گئی نہیں کر سکتا اور قاصد کو اپنے پاس نہیں روک سکتا۔ تم اس وقت واپس چلے جاؤ۔ اگر تم دل سے اسلام لے آئے ہو تو پھر وہاں سے آسکتے ہو۔“ چنانچہ اُسی وقت ان کو واپس کر دیا۔ اور وہ بعد میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

(۲۹)

صلح حدیبیہ میں قریش مکہ کے ساتھ تین شرطوں پر معاہدہ ہوا تھا:

- ۱۔ اگر کوئی مشرق مسلمان ہو کر رسول پاک ﷺ کے پاس آئے تو وہ واپس کر دیا جائے گا۔ مگر جو مسلمان قریش کے پاس چلا جائے گا اُس کی واپسی کا مطالبہ نہیں ہو گا۔
- ۲۔ اس سال مسلمان واپس چلے جائیں اور آئندہ سال مکہ میں داخل ہوں۔ اختیار لگا کرنہ آئیں اور صرف تین روز تک مکہ میں تھہریں۔
- ۳۔ قبائل عرب کو اختیار ہو گا کہ جس کے ساتھ چاہیں معاہدہ میں شریک ہو جائیں۔

میں اسی وقت جب معاہدہ لکھا چاہکا تھا ابو جندل زنجیروں میں بند ہے ہوئے کہ سے بھاگ کر حضور اکرم ﷺ کے سامنے آئے۔ لیکن حضور ﷺ نے حسب معاہدہ ان کو مشرکین کے حوالہ کر دیا۔ تم مسلمان مفترض ہوئے اور وہ چاہتے تھے کہ ابو جندل کو دشمنوں کے حوالے نہ کیا جائے۔ مگر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”اے ابو جندل! اہم بد عہدی نہیں کر سکتے۔ صبر کرو اللہ تعالیٰ عنقریب کوئی راستہ نکال دے گا۔“

(۳۰)

جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی اور ایسے وقت میں ایک ایک آدمی کی ضرورت تھی۔ مکہ سے دو صحابی ابو حذیفہ اور ابو حصل آرہے تھے۔ راستے میں ان کو کافروں نے روک لیا اور اُس وقت چھوڑا جب انہوں نے وعدہ کیا کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ ہو کر تمہارے خلاف جنگ نہیں کریں گے۔ یہ

پوچھا یہ کیا ہے؟ اُس نے عرض کی کہ بارش سے بیگ گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے تر حصہ اوپر کیوں نہیں رکھا کہ لوگ اس سے آگاہ ہو جائیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ”جو لوگوں کو دھکا دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں۔“

(۲۶)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”مزدور کی مزدوری اُس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دو۔“

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے دن مزدور کا وکیل خود خدا ہو گا۔“

عہد کا پورا کرنا

(۲۷)

حضور سرور کائنات ﷺ اپنے عہد کے متعلق سخت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص وعدے کا پابند نہ ہو اُس کا کوئی دین ہی نہیں۔“

آپ ﷺ نے اپنی تمام عمر میں کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا جسے پورا نہ کیا ہو۔

ایک شخص عبد اللہ نے آنحضرت ﷺ سے کچھ محالہ کیا اور آپ ﷺ کو ایک جگہ بٹھا کر چلا گیا کہ آپ ﷺ میرے آنے تک بیہاں تھہریں۔ اتفاقاً وہ بھول گیا اور اسے وہاں آنے کا خیال نہ رہا۔ تیرے دن اس کا اصر سے گزر ہوا اور رسول اللہ ﷺ کو وہاں کھڑا پایا۔ آپ ﷺ نے اُس کو صرف اتنا فرمایا کہ ”تمنِ دن سے تمہارے انتظار میں بیہاں بیٹھا ہوں۔ تم نے مجھے بہت تکلیف پہنچائی۔“

(۲۸)

ابورافع قریش کے غلام تھے۔ وہ کفر کی حالت میں قریش کی طرف سے سفیر بن کر مدینہ منورہ آئے

کے ساتھ کھڑا ہوتا۔

سیدنا حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ بدر کے میدان میں جب گھسان کی لڑائی ہوئی تو ہم رسول پاک ﷺ کی آڑ میں آ کر پناہ لیتے تھے۔ دشمنوں کی جماعت سے اُس دن آپ ﷺ سے زیادہ کوئی قریب نہ ہوتا۔

(۳۴)

زکانہ عرب کا ایک مشہور اور بہت بہادر پہلوان تھا۔ اُس نے آنحضرت ﷺ سے کہا اگر آپ ﷺ مجھے پچھاڑ دیں تو میں اسلام قول کروں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے اُسے تسلی دفعہ پچھاڑا۔

(۳۵)

غزوہ خین میں جب کافروں نے ہجوم کیا اور سب مسلمان بھاگ رہے تھے۔ رسول خدا ﷺ، پھر پر سوار تھے اور اُس کی لگام حضرت ابوسفیان بن حارثؓ نے تمام رکھی تھی۔ حضور ﷺ نیچے اترے اور کافروں سے خطاب کر کے فرمایا "میں چنانی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں، میں بھاگنے والا نہیں"۔ حضرت بر بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ اس روز حضور اکرم ﷺ سے بڑھ کر کوئی شجاع اور بہادر نہیں دیکھا گیا۔

(۳۶)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اچھا اخلاق رکھتے تھے۔ سب لوگوں سے زیادہ تھی تھے۔ سب لوگوں سے بڑھ کر شجاع اور بہادر تھے۔

ایک رات مدینہ منورہ کے لوگوں نے جنگل سے کوئی ڈراونی آواز سنی اور سہم گئے۔ وہ اکٹھے ہو کر اُس طرف چلے تو سامنے سے حضور ﷺ تشریف لارہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "کیوں گھبراتے ہو"۔ اس وقت حضور ﷺ گھوڑے پر بغیر زین کے سوار تھے اور آپ ﷺ کی گروں مبارک میں تواریخ رہی تھی۔

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "ہم وعدہ پورا کریں گے۔ تم دونوں والوں چلے جاؤ۔ ہمیں خدا کی مدد کافی ہے۔"

(۳۱)

صفوان بنی امیہؓ فتح مکہ سے پہلے اسلام کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھے۔ جب مکہ فتح ہوا تو بھاگ کر جدہ چلے گئے۔ عییر بن وہب نے صفوان کیلئے دربار رسالت ﷺ میں امان کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے عمامہ مبارک عطا فرمایا کہ یہ صفوان کیلئے امان کی نشانی ہے۔ عییر یہ عمامہ مبارک لے کر صفوان کے پاس پہنچے اور کھااب بھاگنے کی ضرورت نہیں۔ رسول خدا ﷺ تمہیں امان دے چکے ہیں۔ مگر وہ اپنی کرتوں کی وجہ سے دربار نبوی ﷺ میں آنے سے ڈرتے تھے۔ لوگوں نے کہا جب آنحضرت ﷺ امان کا وعدہ کر چکے تو تمہیں خوف نہیں کرنا چاہیے۔ آخر مجھتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ﷺ نے مجھے امان دی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "ہاں یہ درست ہے"۔

(۳۲)

خشی نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔ جب مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا تو وہ خوف سے شہر بہ شہر پھرا کرتا۔ جب الہی طائف نے مدینہ میں اپنا وند بھیجا تو اس میں خشی کا نام بھی تھا۔ مگر انہیں خوف تھا کہ مباراکہ سے انتقام لیا جائے گا۔ لوگوں نے انہیں یقین دلایا کہ رسول اللہ ﷺ سفیروں کو قتل نہیں کرتے۔ چنانچہ اس اعتماد پر دربار نبوت ﷺ میں حاضر ہوئے اور اسلام قول کیا۔

شجاعت

(۳۳)

رسول خدا ﷺ سب سے زیادہ بہادر اور دلیر تھے۔ آپ ﷺ کی شجاعت کے متعلق حضرت بر بن عازبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہم سب میں سے بڑا بہادر وہ سمجھا جاتا تھا جو اڑائی میں رسول پاک ﷺ

رئیس نے سولہ اونٹوں پر غلہ لاد کر آپ ﷺ کے پاس بھیجا۔ آپ ﷺ نے اُس میں سے کچھ فروخت کر کے ایک یہودی کا قرضہ ادا کر دیا اور باقی کیلئے حضرت بالا ﷺ کو حکم دیا کہ غریبوں میں تقسیم کر دو۔ حضرت بالا ﷺ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابھی کچھ مال بچا ہوا ہے لیکن کوئی سائل نظر نہیں آتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک یہ تقسیم نہ ہو میں گھرنہ جاؤ گا۔ چنانچہ رات مسجد میں بُرکی اور دوسرا دن غلہ تقسیم ہو گیا تو آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے۔

(۲۰)

حضرت سہیل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسلمان خاتون نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر چادر پیش کی اور کہا حضور ﷺ میں نے صرف آپ ﷺ کیلئے اس کا پہنچنے ہاتھ سے بُنا ہے۔ آپ ﷺ نے وہ چادر اس سے لے لی اور اس سے تہذیب ہایا اور اسے پکن کر مسجد میں ہمارے سامنے تشریف لائے۔ اُسے دیکھ کر ایک شخص نے عرض کیا کہ یہ چادر بہت اچھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”اچھا“ تھوڑی دریبیٹہ کر گھر تشریف لے گئے اور چادر کو تہہ کر کے اُس شخص کو بُخوار دی۔

(۲۱)

آپ ﷺ نے ایک بار ایک سائل کو آدھا سبق غلہ قرض لے کر دیا۔ قرض خواہ تقاضا کیلئے آیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اسے ایک وقت غلہ دے دو۔ آدھا تو قرض کا ہے اور آدھا ہماری طرف سے بخشش کا ہے۔

(۲۲)

جگ حین میں چھ ہزار قیدی چوٹیں ہزار اونٹ چالیس ہزار بکریاں، چار ہزار اوپریہ (چھٹا نک) چاندی قیمت میں حاصل ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ نے ان میں سے ایک چیز کو بھی نہیں چھووا۔ سب مسکنیوں میں تقسیم کر دیں۔

(۳۷)

حضرت قادہؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت اُنسؓ نے ارشاد فرمایا کہ ایک رات مدینہ میں کھلبلی پر گئی کہ شہر کے باہر کوئی شیر ہے یا ڈاکوؤں کا کوئی جھٹا چلا آ رہا ہے۔ لوگوں کا اضطراب دیکھتے ہی حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابو طلحہؓ کا گھوڑا الیا اور اس پر سوار ہو کر تین تھارات کے اندر ہیرے میں اُس طرف چل پڑے۔ جب واپس آئے تو فرمایا ”ہم نے تو کوئی خطرہ نہیں دیکھا اور یہ گھوڑا تو دریا ہے۔“

(۳۸)

ابی بن خلف جنگ بدر میں قریش مکہ کے ساتھ تھا۔ وہ گرقار ہوا اور کچھ رقم ادا کرنے کے بعد رہائی حاصل کی۔ اُس کے دل میں نبی کریم ﷺ کے خلاف سخت عناد تھا۔ اُس نے نبی کریم ﷺ کو (غزوہ بالله) قتل کرنے کیلئے ایک خاص گھوڑا پال رکھا تھا جس پر سوار ہو کر وہ جنگ احمد میں شریک ہوا۔ اور رسول پاک ﷺ پر حملہ کرنے کی نیت سے آگے بڑھا۔ مسلمانوں نے اُسے روکنا چاہا مگر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”اسے آنے دو“۔ جب قریب ہوا تو آپ ﷺ نے اُس کی گردان میں ہلکا سا تیر چھوڈیا اور وہ چھٹا ہوا میدان جنگ سے بھاگا۔ لوگوں نے کہا زخم زیادہ خطرناک نہیں۔ تم کیوں گبرا گئے۔ اس نے جواب دیا۔ تم کیا سمجھو یہ محمد ﷺ کے ہاتھ کا گاہ ہوازم ہے۔ اس کا انجام اچھا نہ ہو گا۔

سخاوت

(۳۹)

حضرت اُنسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا ﷺ سب لوگوں سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ حنی اور سب سے زیادہ پہاڑتے۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی سوالی کے جواب میں لا (نمیں) نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ کی یہ عادت تھی کہ جب آپ ﷺ کے پاس کوئی مال آتا تو آپ ﷺ اس وقت تک گھر تشریف نہ لے جاتے جب تک وہ مال غریبوں اور مسکنیوں میں تقسیم نہ کر لیتے۔ ایک دفعہ فدک کے

(۲۶)

نبی کریم ﷺ کے دور میں عرب کے ایک معزز گھرانے کی ایک گھورت فاطمہ نے چوری کی اور اسی جرم میں اس کا ہاتھ کٹنے والا تھا۔ اس عورت کے رشتہ داروں کو پیڈلت گوارانہ تھی۔ وہ دربار رسالت ﷺ میں درخواست لے کر حاضر ہوئے اور اسامہ بن زید کو سفارشی بنایا۔ حضور ﷺ نے ان کی کشتنگو سننے کے بعد فرمایا ”اسامہ! تم اللہ کی حدود کو توڑنے کی سفارش کرتے ہو۔ خدا کی قسم اگر قاطمہ بنت محمد ﷺ (حضرور اکرم ﷺ کی صاحزادی مراد ہے) بھی چوری کرتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیا جاتا۔“

(۲۷)

سودا بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں فلکین کپڑے پہنے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے ”حُطٌ“ ”حُطٌ“ فرمایا۔ اور چھڑی میرے پیٹ میں ٹھوکی۔ اس پر میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں قصاص لوں گا۔ آپ ﷺ نے جھٹ اپنا ٹکم مبارک میرے سامنے کر دیا۔

(۲۸)

جنگ بدر میں دوسرے قیدیوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے پچھا حضرت عباسؑ بھی گرفتار ہو کر آئے۔ قیدیوں کو زردیہ لے کر رہا کر دیا گیا۔ بعض انصار نے اس خیال سے کہ آپ ﷺ کے نہایت قریبی عزیز ہیں عرض کیا ایسا رسول اللہ ﷺ، اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو ہم اپنے بھائی عباس کا فریہ معاف کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ انصاف نہیں۔ ایک درہم بھی معاف نہ کرو۔

(۲۹)

ابوالحاصل رضوی رضوی رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت زینبؓ کے شوہر تھے۔ یہ جنگ بدر میں قریش مکہ کے لئکر میں شامل تھے۔ جب قریش مکہ کو گلست ہوئی تو یہ بھی دوسرے قیدیوں کے ساتھ گرفتار ہوئے۔ جب دوسرے قیدی فدیہ کی رقم ادا کر کے آزاد ہوئے تو ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رشہ کی بنا پر کچھ لوگ ان سے رعایت کے حامی تھے۔ مگر حضور اکرم ﷺ نے اسے عدل و انصاف کے خلاف

(۳۰)

حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ مجھ کو اتنی بکریاں عنایت کیجھ کرو پہاڑوں کے درمیان سما جائیں۔ حضور ﷺ نے اتنی ہی بکریاں عطا فرمائیں۔ اس نے واپس جا کر اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اسلام قبول کرو۔ خدا کی قسم محمد ﷺ اتنا مال دیتے ہیں کہ پھر عمر بھر فرقہ و فاقہ کا اندر نہیں رہتا۔

(۳۱)

رسول اللہ ﷺ خود بھی تھی اور مسلمانوں کو بھی سعادت کی ہدایت فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ سعادت یہ نہیں کہ ایک شخص عمر بھر دولت کو سینے سے لگائے رکے اور جب موت سر پر کھڑی ہو تو اس کو لٹانے لگے۔ اس وقت اس کا ایسا کرنا حقداروں کے حق کو بردا کرنا ہے جو اس کے مال کے جائز دارث ہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ کونسا صدقہ سب سے بڑا ہے۔ فرمایا کہ تم اس وقت صدقہ کرو جب تم تکرست ہو۔ تہارے دل میں مال کی خواہش ہو اور تمہیں زندہ رہنے کی امید ہو۔

عدل و انصاف

(۳۲)

سرور عالم ﷺ مسلمانوں کو عدل و انصاف کی اکثر ہدایت فرماتے اور اکثر فرمایا کرتے کہ کسی قوم کی دشمنی یا خالفت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ دو۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”قیامت کے دن قدر و منزرات کے لحاظ سے تمام لوگوں سے بزرگ ترین نرم دل اور منصف مذاق حاکم ہوگا۔“

مساوات

(۵۲)

رسول اکرم ﷺ کا برتاؤ میر غریب، چھوٹے بڑے غلام اور آقا سب کے ساتھ برآ رہا۔ حضرت صہیب سلمان و بلال جو ایک زمانے میں غلام رہ چکے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے نزدیک کسی طرح قریش کے بڑے بڑے سرداروں سے کم رتبہ نہ تھے۔ بلکہ آپ ﷺ کی توجہ مسکینوں کے حال پر زیادہ ہوتی۔ دوسروں کے علاوہ آپ ﷺ ایک ادنیٰ انسان اور اپنے میں بھی فرق نہ رکھتے۔ سب کو اپنے برآ رکھتے اور کسی معاملہ میں اپنی بڑائی ظاہر رکھتے۔

(۵۳)

ایک سفر میں رسول خدا ﷺ کے صحابہ نے کھانا پکانے کا انتظام کیا اور ہر ایک نے ایک ایک کام پاٹ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ذمہ جگل سے کھوئی لانے کا کام لیا۔ صحابہ اکرمؓ نے عرض کیا ہم سب کام کریں گے، آپ ﷺ کو تکلیف نہ فرمائیے۔ مگر آنحضرت ﷺ نے نہ مانا اور فرمایا ”مجھے یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ تم میں تم میں کوئی فرق کروں۔“

(۵۴)

ایک دفعہ سرور کائنات ﷺ کی جگہ سے واپس گئر تشریف لارہے تھے کہ میزان نے آپ ﷺ کی سواری کیلئے خچ پیش کیا اور اپنا غلام بھی آپ ﷺ کے ساتھ کر دیا۔ تاکہ وہ آپ ﷺ کو گرفتک پہنچا آئے۔ جب آپ ﷺ خچ پر سوار ہونے لگے تو آپ ﷺ نے غلام کو فرمایا تم میرے آگے سوار ہو جاؤ۔ غلام نے ادب کی وجہ سے آگے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس کی سواری ہے وہ آگے بیٹھنے کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر فرمایا سوار ہو جاؤ ورنہ واپس چلے جاؤ۔ آخ غلام کو باول ناخواستہ سوار ہونا پڑا۔

سچھادران کو رہائی نہ مل سکی۔ بعد میں جب آپ ﷺ کی بیٹی نے فدیہ کی قم کے بدالے اپنے گلے کا ہار بیچ دیا تو ابو العاص رہا ہوئے۔

لبی بی نہب کو یہ ہر آن کی والدہ حضرت خدیجہ الکبریؓ نے دیا تھا۔ مسلمانوں نے ازرا و ادب مان کی پیشانی نہیں واپس کر دی۔

(۵۰)

ایک دفعہ ایک قافلہ مدینہ میں آیا۔ اس میں بونوٹبے کے کچھ لوگ بھی تھے۔ ان میں سے ایک شخص کے ہاپ نے ایک انصاری کے بھائی کو قتل کیا تھا۔ وہ انصاری حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں دوڑتا ہوا آیا اور کہا: بونوٹبے کے فلاں ٹھنڈ نے میرے بھائی کو قتل کیا تھا۔ آج اس کا بیٹا ہمارے بس میں ہے۔ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے بھائی کے بدالہ میں اسے قتل کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”نہیں ہو سکتا۔ یہ انصاف نہیں کہ ہاپ کا بدالہ بیٹے سے لیا جائے۔“

(۵۱)

ہدر کی لڑائی میں جب کچھ لوگ قیدی ہنائے گئے تو ان میں حضور اکرم ﷺ کے پچھا حضرت عباسؓ بھی تھے۔ وہ قریش کہ کے ساتھ یوں ہی آگئے تھے۔ ان کا ارادہ لڑنے کا نقصاً مگر فقار ہو گئے۔ وہ رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے اور صحابہ اکرمؓ نے دیکھا کہ ان کے کرائب سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے، آنہوں نے ان کی رسیاں ڈھیلی کر دیں۔ جب حضور اکرم ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا ”تمام قیدی برابر ہیں۔ یادوں کی رسیاں بھی نرم کر دو یا عباس کو بھی ویسے ہی باندھ دو۔“ صحابہ اکرمؓ نے سب کی رسیاں کھول دیں۔

آپ ﷺ کیلئے ایک جگہ مخصوص کردی جائے اور وہاں سایہ کیلئے کوئی چھپڑاں دیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو پہلے بھی جائے اور جہاں ٹھہر جائے وہی اُس کا مقام ہے۔

(۵۹)

جگ احزاب کے موقع پر جب تمام صحابہ مدینہ کے گرد خندق کھونے میں مصروف تھے۔ اُس وقت تاجدار مدینہ ﷺ بھی اُن کے ساتھ شامل تھے اور باد جو روزہ دار ہونے کے کام میں لے گئے رہے۔ حضور اکرم ﷺ کے جسم مبارک پر منٹی کی تہیں جم گئیں۔

غفو اور درگزرن

(۶۰)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کے اخلاق و عادات سے کون واقف ہو سکتا ہے۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی عادت کسی کو برا بھلا کہنے کی نہ تھی۔ آپؓ بُرائی کے بدله میں بُرائی نہیں کرتے تھے بلکہ درگزرنے تھے اور لوگوں کی زیادتی معاف فرمادیتے۔ آپؓ نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا۔ سوائے اس کے کہ جو شخص خدا کے حکموں کی نافرمانی کرتا اُس پر خدا کے حکم کے مطابق حد جاری فرماتے۔

(۶۱)

مہاجرین میں سے ایک صحابی حاطبؓ تھے۔ جب اُن کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کہ پرچھا ہی کی تیاری فرمائے ہیں تو انہوں نے قریش مکہ کے پاس ایک قاصد بیچ کر انہیں اس تیاری کی اطلاع کر دی۔ یہ قاصد مع پیغام کے گرفتار ہو کر در باربندی ﷺ میں پیش کیا گیا۔ حاطبؓ کو طلب کیا گیا۔ انہوں نے اپنے قصور کا اعتراف کر لیا اور کہا میرے سب عزیز وقار بکہ میں ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ قریش مکہ مجھے اپنا خیر خواہ سمجھ کر میرے عزیز وہ پرستی نہ کریں گے۔ حاطب کا یہ جنم ناقابلی معانی تھا۔ کیونکہ یہ

(۵۵)

مذہبہ نورہ میں جب مسجد بنائی جا رہی تھی تو اس مسجد کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ خود بھی دوسرے صحابہؓ کی طرح شریک تھے۔ آپ ﷺ کی اپنے ہاتھ مبارک سے اینٹ پتھر آٹھا کراتے تھے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہمارے ماں باپ اور ہماری جان آپ ﷺ پر قربان آپ ﷺ کی تکیف نہ فرمائیں۔ ہم یہ سب کام خود کر لیں گے۔ مگر آپ ﷺ نے اسے پسند نہ کیا اور دوسروں کے ساتھ رہا اب کام میں لے گئے رہے۔

(۵۶)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ پور میں سواریوں کی قلات تھی۔ ہر تین مسلمانوں کے پاس صرف ایک اونٹ تھا اور تینوں مسلمان باری باری اُن پر سوار ہوتے تھے۔ حضرت ابوالبَاَبَدِ حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک اونٹ میں شامل تھے۔ جب حضور اکرم ﷺ پیدل چلنے کی باری آئی تو دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ سوار ہو جائیے ہم خوشی سے اپنی باری آپ ﷺ کو دیتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا ”تم دونوں پیدل چلنے میں مجھ سے زیادہ قوی نہیں اور نہ میں اپنے ٹوپ اب کے متعلق مستثنی ہوں۔“

(۵۷)

حضرت اُسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کیلئے کبری کا دودھ لا لیا گیا اس وقت آپؓ ﷺ کے دائیں طرف ایک بداؤ رہا اور بائیں طرف حضرت ابو بکر صدیقؓ بیٹھے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے اُس میں سے کچھ پیا اور پیالہ پر کوکو دیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا حضور ﷺ، ابو بکر صدیقؓ کو دیجئے۔ آپؓ ﷺ نے فرمایا ”پہلے دائیں طرف بیٹھنے والے کا حق ہے۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ۔

(۵۸)

اسلام سے پہلے قریش مکہ جب عرفات سے حج کر کے واپس لوٹنے اور مزادغہ میں قیام کرتے تو غزوہ شان کے اظہار کیلئے اپنے لئے امتیازی مقامات مخصوص کر لیتے۔ ایک دفعہ چند صحابہؓ نے تجویز کیا کہ

گا؟ وہ شرمندہ ہوا اور آپ ﷺ نے اُسے معاف کر دیا۔ اور وہ مشرف پر اسلام ہو کر دولتِ اسلام لے کر لوٹا۔

(۶۲)

عکرمہ ابو جہل کا بیٹا بابک کی طرح اسلام اور بائیٰ اسلام ﷺ کا مخالف تھا۔ اس نے مسلمانوں کو بہت اذیتیں دیں اور فتح مکہ تک اسلام کے خلاف اپنی جدو چند کو جاری رکھا۔ مگر جب مکہ فتح ہو کر اسلام کا غلبہ ہو گیا تو وہ ڈر کے مارے کا پیٹنے لگا۔ اُسے اپنی کرتوں میں یاد آتیں تو وہ سوچتا کہ مجھے کبھی معاف نہیں کیا جائے گا۔ آخر جان کے غوف سے بھاگ کر بین چلا گیا۔ لیکن اُسے دہان بھی جیلن نصیب نہ ہوا۔ اُس کی بیوی جو مسلمان ہو چکی تھی اس کے پاس بچی اور اسے سرور عالم ﷺ کے اخلاق، عفو اور حرم کے واقعات نہ کر سکیں دی۔ اور کہا کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام کا اقرار کرو۔

عکرمہ بادلِ خواستہ دربار نبوی ﷺ میں حاضر ہوا۔ ندامت سے سرخھکائے ہوئے آیا۔ حضور ﷺ نے اس کے جرائم جتابے بغیر ہی معاف فرما دیا اور عکرمہ صدق دل سے مسلمان ہو گیا۔

(۶۳)

خدیبیہ کے میدان میں حضور اکرم ﷺ پہنچ مسلمانوں کے ساتھ چین کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ستر اتنی آدمی چپکے سے کوہ تشمیم سے اُترے۔ تاکہ مسلمانوں کو نماز پڑھتے ہوئے قتل کر دیں۔ یہ سب گرفتار ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کو بلا کسی فدیہ یا سزا کے آزاد کر دیا۔

(۶۴)

جنگِ أحد میں قریش مکہ نے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا اور اسلام کے دشمنوں نے رسول خدا ﷺ پر پتھر پھیکے۔ ان قمیہ کے پتھر سے حضور ﷺ کی پیشانی مبارک رُختی ہوئی۔ انہیں ہشام کے پتھر سے آپ ﷺ کا بازو مبارک رُختی ہوا اور عتبہ کے پتھر سے آپ ﷺ کے چار دانت مبارک ٹوٹ گئے۔ اور آپ ﷺ ایک غار میں گر گئے۔ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کا خون تھمنے میں نہ آتا تھا۔ اس جنگ میں ستر عظیم الشان صحابہ شہید ہوئے۔ جن میں آنحضرت ﷺ کے پچھا حضرت حمزہ بھی تھے۔

جاسوئی مسلمانوں سے خداری کے مترادف تھی۔ مگر حضور سرکار دو عالم ﷺ نے حاطبؓ کو معاف کر دیا اور زبانی سرزنش نہ کی۔

(۶۵)

قریش کہ نے رسول اللہ ﷺ کو بہت تکلیفیں دیں۔ گالیاں دیں راستے میں کانے پچھائے جسم مبارک پر کوڑا کر کر اور غلطیں پھینکیں۔ آپ ﷺ کا ہایکاٹ کیا، جان سے مارنے کی دھمکیاں دیں۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ ان سے نک آ کر اپنا عزیز وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ اسی طرح دوسرے مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم و تمذحیے گئے۔ مگر جس وقت مکہ فتح ہوا تو سب مجرم غوف سے کاپ رہے تھے اور نظر کمرے تھے کہ دیکھیں ہمیں ان جرموں کی کیا سزا ملتی ہے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ نے ان کو معاف فرماتے ہوئے فرمایا ”تم سے کچھ باہر نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔“

انتابند حوصلہ اتنی وقت برداشت اور خنوکی ایسی بے نظیر مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

(۶۶)

جب رسالت مآب ﷺ کی تبلیغ سے لوگ آکر مسلمان ہونے لگے تو قریش نے فصلہ کیا کہ آنحضرت ﷺ کو (معاذ اللہ) قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایک مجمع میں یہ طے کیا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کا (معاذ اللہ) سر مبارک کاٹ کر لائے گا۔ اُسے بہت سا انعام دیا جائے گا۔ اس کے بعد کئی لاپچی موقع کی ٹلاش میں رہنے لگے۔

ایک دن حضور سرکار ناتھ ﷺ ایک جگل میں درخت کے نیچے دوپہر کے وقت سوئے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کی تواریخ کے ساتھ لیک رہی تھی۔ ایک شخص نے موقع ثقیمت سمجھا اور قتل کی نیت سے تواریخ اتنے میں آنحضرت ﷺ کی آنکھ مبارک کھل گئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ قاتل ہاتھ میں تواریخ سر پر کھرا ہے۔ اُس نے تواریخ کا پڑھایا اور کہا۔ محمد ﷺ آپ کو اس تواریخ سے کون پچاہتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا ”میرا خدا“۔ آپ ﷺ کی آواز میں کچھ ایسا زعب تھا کہ اُس پر بیت طاری ہو گئی۔ بدن لرز گیا اور تواریخ سے گردی۔ حضور اکرم ﷺ نے وہ تواریخ پکڑ لی اور فرمایا ”اب تو بتا کہ تمہیں کون پہچائے گا۔“ وہ خاموش تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”کیوں نہیں کہتا کہ خدا پہچائے

نے مجھے کبھی اُف تک نہیں فرمایا۔ اگر میں کوئی کام نہ کر سکتا تو کبھی بازپُرس نہ فرماتے اور نہ ہی کسی غلطی پر ملامت فرماتے۔ اگر کوئی نقصان ہو جاتا اور گھروالے ناراضگی کا انہار کرتے تو حضور اکرم ﷺ فرماتے اسے چھوڑ دو ملامت نہ کرو۔ ہونے والی چیز ہو کر رہتی ہے۔

(۶۹)

ایک دن ایک بیوہ حضرت خدیجہؓ کے پاس آئی۔ وہ بہت غریب تھی اور اس کا کوئی رشد دار بھی نہ تھا جو اس کی مدد کرتا۔ وہ بہت بوڑھی تھی اور کوئی کام بھی نہ کر سکتی تھی۔ جب حضور اکرم ﷺ نے اس کی غمیں کہانی سنی تو اپنی بیوی سے فرمایا ”جب تک تم اس غریب بڑھیا کے کھانے پینے کا انتظام نہ کرو تمہیں چاہیے کہ خود نہ کھاؤ نہ بیوہ اور نہ مجھے پکھ کھانے پینے کو دو۔ حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل کی اور بڑھیا کی تمام ضروریات پوری کر دیں۔

(۷۰)

ایک دن حضور اکرم ﷺ نے دیکھا کہ ایک غلام آٹاپیں رہا ہے۔ آپ ﷺ اُس کے قریب گئے تو اسے روتے ہوئے پایا۔ وہ بیمار تھا۔ لیکن اُس کا آقابِ اسلام تھا اور اس کے ساتھ کوئی ہمدردی نہ رکھتا تھا۔ اسے حکم تھا کہ جب تک آٹا نہ پیں لو آرام نہیں کر سکتے۔ اس کے حال پر حضور اکرم ﷺ کو حکم آیا۔ آپ ﷺ نے اُس کا آٹا پیس دیا اور فرمایا ”جب تمہیں آٹا پیسا ہو مجھے بنا بھیجا کرو۔“

(۷۱)

مکہ میں سخت قحط پڑا، یہاں تک کہ لوگوں نے مردار اور بڑیاں وغیرہ بھی کھانی شروع کر دیں۔ ابوسفیان بن حرب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا محمد ﷺ آپ ﷺ تو لوگوں کو صدرِ حجی کی تعلیم دیا کرتے ہیں۔ دیکھنے قریش بھوک سے ہلاک ہو رہے ہیں۔ خدا سے دعا کیجئے کہ پارش ہو۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی اور خوب پارش ہوئی۔

جب آپ ﷺ کوئی زخم آئے تو صحابہ اکرام نے عرض کیا کہ ان مشرکین کیلئے بذغا کریں۔ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا ”میں لہست کرنے کیلئے نبی نہیں ہایا گیا۔ مجھے تو خدا کی طرف بلانے والا اور سراپا رحمت ہایا گیا ہے۔“ پھر فرمایا ”اے خدامیری قوم کو ہدایت فرما کرو مجھے نہیں جانتے۔“

(۷۲)

ایک بیوڈی عورت نے ایک بھٹنی ہوئی بکری میں زہر ملا کر نبی کریم ﷺ کے پاس بڑیہ بھیجا۔ حضور اکرم ﷺ نے گوشت کا گلزار اٹھایا اور اس میں سے کھانا شروع کیا۔ کچھ صحابہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ کھانے میں مصروف ہوئے۔ اتنے میں نبی پاک ﷺ نے صحابہ اکرامؓ کو خاطب کر کے فرمایا ”کھانے سے ہاتھ اٹھاؤ۔“ اور کسی کو بچھ کر اس بیوڈن کو بیلا یا اور اسے فرمایا ”تو نے اس بکری میں زہر ملا یا ہے۔“ اس نے کہا آپ ﷺ کو کیسے معلوم ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”میرے ہاتھ میں یہ چو گوشت کا گلزار ہے اس نے مجھے بتایا ہے۔“

عورت نے اقرار کر لیا کہ ہاں میں نے اس لئے زہر ملا یا کہ میں نے دل میں خیال کیا تھا کہ اگر آپ ﷺ خدا کے پیغمبر ہیں تو آپ ﷺ کو زہر سے نقصان نہ ہو گا اور اگر آپ ﷺ پیغمبر نہیں ہیں تو ہم آپ ﷺ سے راحت میں ہو جائیں گے۔ اگرچہ اُس نے اپنا جرم تسلیم کر لیا اور زہر کے اثر سے چند صحابہؓ جنہوں نے گوشت کھایا تھا انتقال بھی کر گئے مگر آنحضرت ﷺ نے اس عورت کو معاف کر دیا اور اسے کوئی سزا نہ دی۔

رحم

(۷۳)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”جو لوگ ایک دوسرے سے مہربانی اور حم سے پیش آتے ہیں خدا نے رحم ان پر حم کرتا ہے۔ لوگ اتم زمین والوں پر حم کرو۔ آسمان والوں پر حم کرے گا۔“

حضرت اُسؓ فرماتے ہیں کہ میں دس سال تک آنحضرت ﷺ کی خدمت میں رہا۔ مگر آپ ﷺ

(۷۵)

ایک مرتبہ ایک سردار اپنی خادمہ کو کوڑوں سے پیٹ رہا تھا۔ لڑکی مدد کیلئے چلانے لگی۔ حضور اکرم ﷺ اس کے پاس گئے اور فرمانے لگے ”ظلم نہ کرو۔ امیر آدمی ناراض ہو گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ آپ ﷺ اس کے معاملہ میں دخل دیں۔ اُس نے کہا مجھے کوئی شخص روک نہیں سکتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ”میں ایک غریب اور بے کس عورت کی ضرور مدد کروں گا۔“

اس رات آپ ﷺ کو بالکل نیندنا آئی۔ جب حضرت خدیجہؓ کو آپ ﷺ کی پریشانی کی وجہ معلوم ہوئی تو انہیں بھی افسوس ہوا۔ اگلے ہی دن انہوں نے ایک بڑی رقم ادا کر کے اس خادمہ کو ظالم آقا کے پیچے سے چھڑایا۔

(۷۶)

ایک دفعہ ایک یوہ اور غریب عورت سر پر بھاری بوجہ اٹھائے گلی سے گز رہی تھی۔ چند لوگوں نے اُسے چھیننا شروع کیا۔ حضور اکرم ﷺ یہ دیکھ کر رنجیدہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو محظک دیا اور عورت کا بوجہ خود اٹھا کر اُسے منزل مقصود تک پہنچادیا۔

(۷۷)

ایک دن حضور اکرم ﷺ ایک گلی سے گز رہے تھے کہ ایک اندری عورت دیکھی جو ٹھوک کا رگرگی۔ لوگ یہ دیکھ کر پہنچنے لگے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو برآئے۔ آپ ﷺ نے عورت کو اٹھایا اور اُس کے گمراہ پہنچادیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ ہر روز اس عورت کے گمراہنالے جا کر اُسے کھلاتے۔

(۷۸)

رسول اللہ ﷺ عید کی نماز کو تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے راستے میں چند بچوں کو کھلی دیکھا۔ ان میں سے ایک بچے کو غمگین اور علیحدہ پیشے ہوئے دیکھ کر فرمایا ”اے بچے تو کیوں غمگین ہے؟“ انہیں میں سے ہوتا۔

مسکینوں اور قیمتوں سے محبت

(۷۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”یوہ اور مسکین کیلئے کوشش کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ خدا کی راہ میں دوڑ دھوپ کرنے والا۔“ ایک اور روایت میں ہے کہ یوہ اور مسکین کی خدمت کیلئے کوشش کرنے والا ایسا ہے جیسے وہ نمازی جو نماز سے نہیں تھکتا اور وہ روزہ رکھنے والا جو کسی روزہ نہیں توڑتا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول پاک ﷺ سے اپنے دل کی سختی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”تم قیم کے سر پر ہاتھ بھیرا کر اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔“

(۸۰)

مکہ کے بازاروں میں ایک چھوٹا سا بچہ روتا ہوا جارہا تھا۔ اُس کے پاس اتنا کپڑا بھی نہ تھا کہ اپنا جسم اچھی طرح ڈھانپ سکے۔ اور اُس کے پاؤں زخمی تھے۔ اُسے دیکھ کر حضور ﷺ کی آنکھیں مبارک اشک سے محرائیں۔ آپ ﷺ نے بچے کو گدوں میں اٹھایا۔ وہ ایک قیم پہچا اور بہت بھوکا تھا۔ اُس نے کافی دن سے کچھ نہ کھایا تھا۔ آپ ﷺ اسے اپنے گمر لے آئے کھانا کھلایا اور کپڑے پہنائے۔ اپنے بچوں کی طرح رکھا۔ بھاں تک کہ اُسے اپنے رشتہ داروں کے پاس پہنچادیا۔

(۸۱)

عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں مسجد میں بیٹھا تھا اور کچھ غریب مہاجر بھی ایک طرف حلقہ باندھے پیٹھے تھے۔ رسول خدا ﷺ تشریف لے آئے اور انہیں کے ساتھ مل کر پیٹھے گئے۔ یہ دیکھ کر میں بھی اپنی بچہ سے اٹھا دراں کے پاس جا کر پیٹھے گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ”یہ مسکین لوگ دولت مندوں سے بہت پہلے جنت میں جائیں گے اور تمام دنیا کے امیروں سے ایک غریب بہتر ہے۔ یہ سن کر ان کے چہرے خوشی سے چکنے لگے اور میرے دل میں یہ حسرت پیدا ہوئی کہ کاش امیں بھی انہیں میں سے ہوتا۔

سے انتقام لیتے مگر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”ان قیدیوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچ اور نہ کسی شخص کو مسلمان ہونے پر بجور کیا جائے۔“

(۸۰)

ابوسفیان کی پیشتر زندگی اسلام اور حضور اکرم ﷺ کی دشمنی میں گزری۔ فتح مکہ تک جتنی بھی جنگیں لڑی گئیں اور اسلام کو مٹا نے کیلئے جتنی سازشیں ہوتیں ان کی رہنمائی بھی کرتے رہے اور اسی حالت میں دربار بیوتوں ﷺ میں حاضر کئے گئے۔ حضرت عمرؓ سے قتل کرڈا لئے اور سر اڑا دینے کی رائے دیتے ہیں۔ مگر حضور اکرم ﷺ کے حکم سے بڑھتے ہوئے قدم ڈک جاتے ہیں۔ سزا حکم سننے کی بجائے یہ انعام و اکرام کا مخدودہ سنتے ہیں اور اعلان ہوتا ہے کہ ابوسفیان کا گردار لامان ہے۔ جو اس کے گھر میں داخل ہوگا وہ پیش دیا جائے گا۔

(۸۱)

ایک شخص کو گرفتار کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ یہ حضور اکرم ﷺ کے قتل کا ارادہ کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اُسے تسلی دے کر فرمایا ”تم اس الزام سے نہ ڈرو۔“ پھر اُسے رہا کر کے فرمایا ”اگر تھا را یہ ارادہ بھی ہو گا تو تم قابو نہ پاسکو گے۔“

(۸۲)

عمر بن وہب رسول کریم ﷺ کا سخت دشمن تھا۔ بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے کیلئے جب تمام قریش بے تاب تھے تو صفویان بن امیہ نے اس کو پیش قرار انعام کا وعدہ کر کے اس لئے مدینہ بھیجا کہ وہاں پہنچ کر چکپے سے آنحضرت ﷺ کو (نحوہ باللہ) قتل کر دے۔ عمر نے اپنی تواریز ہر میں بھائی اور مددیں پہنچ گیا۔ لوگوں نے اس کے تیور دیکھ کر پیچاں لیا۔ حضرت عمرؓ نے چاہا کہ اس کی گردن وہیں قائم کر دیں۔ مگر آنحضرت ﷺ نے روک دیا اور پاس بھا کر اس سے با اخلاق باقی میں اور اس پر تمام راز ظاہر کر دیا۔ یہ سُن کر عمر بیٹا ٹھیٹے میں آگیا۔ لیکن آپ ﷺ نے اُس سے کوئی تعریض نہ فرمایا۔ جس کا اتنا ہوتا کہ جم

۱۔ اُس کی وجہ

۱۸۰

بچہ آپ ﷺ کو پہچانتا نہ تھا۔ اُس نے ایک ٹھنڈا سانس لے کر نہایت بے اختیاری سے جواب دیا۔ اے شخص تجھے کیا خبر ہے میرا بابا ایک غزوہ میں شہید ہو گیا۔ میری ماں نے دوسرا لٹا کر لیا اور میرے بابا کا تمام مال لے کر چل گئی۔ دوسرے بابا نے مجھے گھر سے نکال دیا۔ اب میرا نہ کوئی سر پرست ہے نہ پروردش کرنے والا نہ کوئی گھر ہے نہ ٹھکانا۔ اس پر بیٹائی کے عالم میں ٹھنگیں بیٹھا ہوں۔

حضور سردار عالم ﷺ نے اس بچے کا قصہ سن کر فرمایا کہ ”تو اس کو پسند کرتا ہے کہ تیرا بابا نہیں تو محمد ﷺ تیرا بابا بن جائے اور حضرت عائشہؓ تیری ماں ہو قاطمہ اور حسنؓ حسینؓ تیرے، بہن بھائی ہوں۔“ بچے نے عرض کیا، محمد ﷺ پر میری جان قربان ہے۔ حضرت عائشہؓ سے بہتر ماں، حضرت قاطمہؓ سے بہتر بہن اور حضرت حسینؓ سے اچھے بھائی بھے کہاں مل سکتے ہیں۔ حضور ﷺ اس بچے کو گھر لے آئے اور حضرت عائشہؓ کو حکم دیا کہ اس کو کھانا کھلاو اور کپڑے پہناؤ۔ تادم وفات یہ وقت سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں رہا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ سر میں خاک ڈالتا اور جنباڑا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں آج یتیم ہو گیا۔ جب تک حضور ﷺ اس دُنیا میں رہے مجھے ایک دن بھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ میں یتیم ہوں۔

دشمنوں سے سلوک

(۷۹)

دُنیا میں آپ کوئی رحم دل اور نیک سیرت انسان میں گے جو مسکینوں، غریبوں، مسافروں اور دوستوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ مگر دُنیا میں ڈھونڈنے سے کوئی ایسا انسان نہیں ملے گا جو اپنے جانی دشمنوں سے محبت سے پیش آئے۔ گالی کا جواب دعا سے دے اور شمشیر و سنان کے جواب میں انعام و اکرام پیش کرے۔

بدر کی لڑائی میں کفار مکہ کو ہلاکت ہوئی۔ اُن کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ کچھ بھاگ گئے اور بہت سے قیدی ہائے گئے۔ مسلمانوں نے ان لوگوں کے ہاتھوں بہت ذکا ٹھائے تھے۔ وہ چاہئے تو ان

۱۔ تواریخ اور نیزہ

۱۷۹

(۸۵)

یہودی غزوہ خبیر تک برابر شرارتوں میں مصروف رہے۔ کبھی دیوار گرا کر حضور اکرم ﷺ کو شہید کر ڈالنے کے منصوبے گانٹھتے، کبھی قریش کے ساتھ سازشوں میں شریک ہو کر مسلمانوں کو تکلیفیں دیتے اور کبھی اپنے اژرو سوخ اور دولت کے زور سے تمام عرب میں اسلام کے خلاف پوچینڈا کرتے۔ ایک دفعہ نہیں بلکہ دس دفعہ انہوں نے معاهدے توڑے۔ لیکن نبی کرم ﷺ اُن کی ہر ضرورت پر کام آتے اور ہر خطاب سے درگز رفرماتے چلے جاتے۔ سر راہ کسی یہودی کا جنازہ لکھتا تو آپ ﷺ اُس کے احترام میں کھڑے ہو جاتے۔

(۸۶)

بنی طی عرب کا ایک مشہور قبیلہ تھا جس کے ساتھ مسلمانوں کی ایک زبردست جگہ ہوئی اور مسلمانوں نے انہیں لکھست فاش دی اور بہت سماں غنیمت حاصل کیا۔ جو قیدی اسیر ہوئے ان میں عرب کے نامور و فیاض شخص حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی۔ جس وقت وہ دربار رسالت ﷺ میں بکھنی تو آنحضرت ﷺ نے اُس کے باپ کا احترام کرتے ہوئے اُسے فوراً رہا کر دیا۔ بیٹی بھی آخر حاتم طائی کی تھی۔ جس کی رکوں میں دُنیا کے مشہور تجھی حاتم طائی کا خون موجود مار رہا تھا۔ اُس نے عرض کی کہ ایسی حالت میں جبکہ میرے قبیلہ کے بہت سے مردوں نے قید ہوں میرے لئے یہ آزادی و رہائی خوشی کا باعث نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ اس تجھی باپ کی بیٹی کے یہ الفاظ سن کر بہت متاثر ہوئے اور سب قیدیوں کو اُسی وقت آزاد کر دیا۔ حالانکہ یہ لوگ مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے۔

(۸۷)

مکہ والے آنحضرت ﷺ کے ڈشن تھے۔ جب حضرت شامہ بن اہال مسلمان ہوئے تو انہوں نے خبدر سے مکہ جانے والا گلہ بند کر دیا۔ جب حضور اکرم ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے شامہ کو منع فرمایا کہ ایامت کرو۔

آنکارا ہو جائے اُسے اپنی زندگی کی کیا امید ہو سکتی تھی۔ لیکن خلاف توقع یہ دیکھ کر کہ حضور اکرم ﷺ نے اُس سے کوئی بانپ نہیں کی، فوراً آٹا ستادہ رحمت پر گرفتار ہوا اور مسلمان ہو گیا۔

(۸۳)

شامہ بن اہال اسلام لانے سے پہلے مسلمانوں کا بدترین ڈشن تھا۔ اس نے اسلام اور ہادیٰ اسلام ﷺ کو سخت نگل کر رکھا تھا۔ آخروہ گرفتار ہوا اور اسے مسجد کے ستوں سے باندھ دیا گیا۔ اس حالت میں بھی وہ اپنی بذبہانی سے باز نہ آیا اور تین روز متواتر رسول اللہ ﷺ کی شان مبارک میں گستاخیاں کرتا رہا۔ تیرے دن جب رسول خدا ﷺ نے اُسے ستوں کے ساتھ رسیوں سے بندھا ہوا دیکھا تو آپ ﷺ کو حرم آیا اور حکم دیا کہ رسیاں کھول دو۔ اُس نے خیال کیا کہ اب مجھے قتل کیا جائے گا۔ لیکن حضور اکرم ﷺ نے اسے رہا کرنے کا حکم دیا۔ شامہ نے اپنی گستاخیوں اور بداعمالیوں کے بدل میں رحمۃ اللعلیین ﷺ کا یہ حسن سلوک دیکھا تو وہ اس قدر متاثر ہوا کہ فوراً کلمہ شہادت پڑھا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کی ذات، آپ ﷺ کا خدا سچا اور آپ ﷺ کا اسلام چا۔ اب تک میری نظروں میں آپ ﷺ کی ذات، آپ ﷺ کا نمہ رب اور آپ ﷺ کے شہر سے زیادہ کوئی چیز قابل نظر نہ تھی۔ مگر آپ آپ ﷺ کی ذات گرائی، آپ ﷺ کا نمہ رب اور آپ ﷺ کا شہر مجھے دُنیا کی ہر ایک چیز سے پیارا اور عزیز ہے۔

(۸۲)

سمیل بہت فصح البیان مقرر اور شاعر تھا۔ وہ اسلام اور باتی اسلام ﷺ کے خلاف لوگوں کو اس کیا کرتا تھا۔ وہ جنگ بدر میں شامل تھا۔ جب گرفتار ہو کر دربار نبوی ﷺ میں حاضر ہوا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو اپنی زور دار تقریروں سے کفار مکہ کو اجھا را کرتا تھا اور تجویز کی کہ اس کے دو دانت اکھڑا دیئے جائیں۔ تا کہ اچھی طرح تقریز کر سکے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس تجویز کو ناپسند کیا اور فرمایا ”کسی کی صورت کو بگاڑنا درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہے“ اور اسے رہا کر دیا۔

(۸۸)

قبیل تمیم عرب کا ایک بڑا سرکش قبیلہ تھا۔ وہ کسی کی کوئی پرواہ نہ کرتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے آدی اُن سے خراج کاروپیہ وصول کرنے کو بھیجے تو وہ بگز گئے اور روپیہ دینے کی بجائے دھاوا بول دیا۔ آپ ﷺ کو خبر طی تو آپ ﷺ نے اُن کی سرکوبی کیلئے سواروں کا ایک دستہ بھیج دیا۔ جس نے اُن کے بہت سے لوگوں کو قید کر لیا۔ تمیم اب مجبور تھے۔ انہوں نے ایک وفد حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا جس نے بہت مذعرت کی اور منت سے کہا اب تو قصور ہو گیا آئندہ ایسی حرکت نہ ہوگی۔ آنحضرت ﷺ کا دل مجرما یا قیدیوں کی بے کسی کو دیکھ کر انہیں رہا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

(۸۹)

بنو قرازوہ اور بنو سلم عرب کے دو بت پرست قبیلے تھے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ان سے معاهدہ کر لیا تھا۔ اس معاهدہ کی بنیاد پر قبیلے معاصرہ طائف اور جنگ حنین میں شامل ہوئے تھے۔ قبیلے کے بعد مسلمانوں نے حضور اکرم ﷺ کے حکم سے اپنے قیدیوں کو تو رہا کر دیا مگر مذکورہ دونوں قبائل فدیہ کے لیے ان کو رہا کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ اب ایک طرف تو جم کے جذبات موجزن تھے اور دوسری طرف حق اور معاهدہ کی پاسداری کا معاملہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان قیدیوں کو رہا بھی کرنا چاہیتے تھے مگر بنو قرازوہ اور بنو سلم کے مطالباً کوئی ردنہ فرمانا چاہیتے تھے۔ آخر پنچ پاس سے ان قیدیوں کا فدیہ دادا کر کے ان کو رہائی دلائی۔

بچوں اور بوڑھوں پر شفقت

(۹۰)

رسول اللہ ﷺ خدا کی مخلوق پر بے حد شفقت اور ہم بانی فرماتے تھے۔ مگر غلاموں، بیویوں، دیریوں پر حضور ﷺ کی خاص نظر عنایت ہوتی۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں نماز شروع کرتا ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ دیر میں ختم کروں گا۔ مگر جب کسی صاف سے کسی بچے کے رونے کی آواز آتی

ہے تو میں نہ اخترکر دیتا ہوں کہ اُس کی ماں کو تکلیف ہوگی۔

راستہ میں چلتے ہوئے اگر کوئی بچہ جاتا تو اُسے گوئیں اٹھا کر پیار کرتے اور اگر کوئی سواری ساتھ ہوتی تو اُسے اپنے ساتھ سوار کر لیتے۔ حضرت اُنسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ راستے سے گزرتے تو چھوٹے چھوٹے بچوں کو آسلام علیکم فرماتے۔

(۹۱)

حضرت اُمّ خالدؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول خدا ﷺ کے پاس چند کپڑے آئے۔ اُن میں ایک چھوٹا سا کالا کمبل بھی تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے وہ کمبل مجھے دینے کیلئے بلایا۔ میں اُس وقت پنجتھی میں آپ ﷺ کے کندھے مبارک پر چڑھ کر مہربوت ﷺ سے کھینچ لگی۔ میرے والد نے مجھے ڈائیا۔ لیکن حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ اسے کھینچ لے دو۔

(۹۲)

ایک دفعہ بہنگ میں کچھ بچے مارے گئے۔ جب حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ کو بہت رنج پہنچا۔ آپ ﷺ کی آنکھیں تر ہو گئیں۔ یہ دیکھ کر ایک آدی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ بچے مسلمانوں کے تونہ تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”تم سے اچھے تھے۔ خبردار آئندہ بچوں کو کبھی قتل نہ کرنا۔“

(۹۳)

حضرت رافع غفاریؓ فرماتے ہیں کہ جب میں بچہ تھا تو میں ایک انصاری کے بھروسے کے درختوں کو پھر مار کر رکھا تھا۔ ایک دن مجھے نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھ کر دیا گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”بچے! کیوں پھر مار کر بھروسے گرایا کرتے ہو؟“ میں نے عرض کیا میں کھاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے شفقت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا ”آئندہ درخت کو پھر نہ مارو۔ بچے گری ہوئی بھروسے اٹھا کر کھالیا کرو۔“

نے عطر فروش کے ڈپ سے خوبیوں کا لکر میرے چہرے پر پل دی ہے۔

(۹۸)

ایک دن حضور اکرم ﷺ نے ایک چھوٹے بچے کو سردی میں ٹھہر تے ہوئے دیکھا۔ سردی سے بچے کیلئے اُس کے پاس کپڑے نہ تھے۔ جب آپ ﷺ نے اُس سے بات کی تو اُس نے کہا کہ میں ایک چین اور غلام ہوں اور میرا آقا مجھ پر بہت ظلم کرتا ہے۔ جب آپ ﷺ نے اُس کی غم بھری داستان سنی تو آپ ﷺ کے رُخساروں پر آنسو بہنے لگے۔ آپ ﷺ نے اس بچے کو پھر دیکھا۔ اُس کے سر پر ایک ایسا بو جھ تھا جس سے وہ کچلا جا رہا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اُس سے بوجھ لے لیا اور اپنے کندھوں پر رکھ کر منزل مقصود کی طرف چلے اور فرمایا ”جب تمہیں کوئی مشکل پیش آئے تو مجھے یاد کر لیا کرو۔“

(۹۹)

اقرع بن حابس ایک دن رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ میتنا حضرت امام حسنؑ کو پیار کر رہے ہیں۔ انہیں یہ بات عجیب معلوم ہوئی۔ انہوں نے رسول خدا ﷺ سے کہا کیا آپ ﷺ بھی بچوں سے پیار کرتے ہیں؟ میرے دل بچے ہیں اور میں نے ان سے کبھی پیار نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف نظر آٹھا کر دیکھا اور فرمایا ”اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحم اور شفقت کو نکال لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔“

قربات داروں سے سلوک

(۱۰۰)

رسول اللہ ﷺ کے والد آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ اور والدہ آپ ﷺ کے بچپن ہی میں رحلت فرمائیں۔ جبکہ آپ ﷺ کی عمر چھ سال کی تھی اس لئے حضور اکرم ﷺ کو والدین کی خدمت کا موقع نہیں سکا۔ مگر آپ ﷺ ہر سلمان کو والدین کی اطاعت اور

(۹۲)

قُلْ کَمْ كَعْدَابُكَرْ صَدِيقِيْ اپنے بوڑھے اور کمزور بابا کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بیعت کیلئے لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”تم نے بوڑھے کو کیوں تکلیف دی۔ میں خود ان کے پاس چلا جاتا۔“

(۹۵)

حضرت اُس بن ماکؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھے ایک کام کیلئے فرمایا۔ میری عمر اُس وقت آٹھ (۸) سال کی تھی اور میں حضور ﷺ کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ میں گھر سے لکھاؤ لڑکوں کے ساتھ کھلے گیا۔ حضور اکرم ﷺ بھی وہاں آگئے۔ میری گردن پر ہاتھ رکھا۔ میں نے لوٹ کر دیکھا تو حضور ﷺ مسکرا رہے تھے اور فرمایا ”پیارے اُس اب تو اُس کام کو جاؤ۔“ میں نے عرض کیا اچھا جاتا ہوں۔

(۹۶)

حضرت عبد اللہ بن جعفرؑ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو شہر میں قدم رکھنے سے پہلے اپنے گھر کے بچوں سے ملتے۔ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ سفر سے واپس آئے تو سب سے پہلے میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ نے مجھ کو اٹھا کر سواری پر اپنے سامنے بھالا۔ اس کے بعد حضرت فاطمہؓ کا ایک صاحزادہ حضور ﷺ کے سامنے آیا تو حضور اکرم ﷺ نے اُس کو اپنے بیچھے بھالا۔ اور اس حالت میں ہم مدینہ میں داخل ہوئے۔

(۹۷)

حضرت جابر بن سرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میلی نماز پڑھی۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ زناہ مکان میں تشریف لانے کیلئے باہر آئے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ بچوں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا۔ حضور اکرم ﷺ ایک ایک بچے کے رُخساروں پر دست شفقت پھیرتے۔ آپ ﷺ نے میرے رُخسار پر بھی دست شفقت پھیرا۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوا کہ آپ ﷺ

زیادہ پسند ہے۔ رسول اکرم ﷺ کو اپنی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرہؓ سے بہت محبت تھی۔

جب خاتون جنتؓ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئیں تو حضور اکرم ﷺ کھڑے ہو جاتے۔ ان کے ہاتھ پر بوسہ دیتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپ ﷺ ان کے مکان پر تشریف لے جاتے تو خاتون جنتؓ اپنی جگہ سے اٹھ کر ہوتیں اور حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بوسہ دیتیں اور انہی جگہ پر بٹھاتیں۔

(۱۰۵)

حضرت ابی طفیلؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ گوشت تقسیم فرم رہے ہیں۔ اتنے میں ایک بی بی آئیں تو آپ ﷺ اٹھے اور ان کیلئے چادر پچاودی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ حضور اکرم ﷺ کی رضائی ماں بی بی حمیمہ سعدیہؓ ہیں۔ جنہوں نے آپ ﷺ کو بچپن میں دودھ پلایا تھا۔

(۱۰۶)

جنگ شہین میں بہت سے قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ ان قیدیوں کو چھڑانے کیلئے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک وفد حاضر ہوا۔ یہ وفد مائی حلیمه سعدیہؓ کے خاندان سے تھا۔ قبیلہ کے سردار نے اپنے خاندان کا واسطہ دے کر قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”عبدالمطلب کے خاندان کے ہے میں جس قدر قیدی آئے ہیں وہ میں رہائے دیتا ہوں۔ باقی آدمیوں کی رہائی کیلئے نماز کے بعد مسلمانوں سے درخواست کرو۔“

جب مسلمان اکٹھے ہوئے تو سردار قبیلہ نے قیدیوں کی رہائی کیلئے عرض پیش کی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”مجھے صرف اپنے خاندان پر حق تھا اور میں نے اپنے خاندان کے ہے کے تمام قیدی رہا کر دیئے۔“ جب صحابہ اکرمؓ نے یہ سُنا تو سب نے اپنے حصہ کے قیدی رہا کر دیئے اور اس طرح چھڑا رہا کر دیئے۔

ان کے احترام کی تاکید فرماتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ماں باپ کی خوشنودی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کا عتاب ماں باپ کی نارانستی میں ہے۔“

(۱۰۱)

ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میرے اچھے برناو کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا ”تمہاری ماں۔“ پوچھا پھر کون؟ فرمایا ”تمہاری ماں۔“ پوچھا پھر کون؟ فرمایا ”تمہاری ماں۔“ عرض کیا پھر کون؟ فرمایا ”تمہارا باپ۔ اس کے بعد جوان سے قریب ہے۔“

(۱۰۲)

آنحضرت ﷺ ایک مجلس میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”وہ ذمیل ہوا۔ وہ ذمیل ہوا۔ وہ ذمیل ہوا۔“ صحابہ اکرمؓ نے پوچھا کون یا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا ”جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا۔“

(۱۰۳)

حضرت حظّلهؓ کا باپ ابو عامر مسلمان نہ ہوا تھا۔ وہ أحد کی لڑائی میں کافروں کی طرف سے لٹر رہا تھا۔ حضرت حظّلهؓ مسلمانوں کے ساتھ شامل تھے۔ جب کافروں کا ازور برہنے لگا اور حضرت حظّلهؓ نے دیکھا کہ اُن کے والد مسلمان جاں ثاروں کو رومند تے چلے آ رہے ہیں تو جوش اسلام میں انہوں نے رسول خدا ﷺ سے باپ سے مقابلہ کی اجازت مانگی۔ مگر حضور اکرم ﷺ نے روک دیا کہ بیٹے کا باپ پر تلوار اٹھانا درست نہیں۔

(۱۰۴)

والدین کی اطاعت کے بعد آنحضرت ﷺ قربات داروں سے یک سلوک کی تاکید فرماتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”ایمان کے بعد صدر رجی یعنی قربات داروں سے اچھا سلوک اللہ تعالیٰ کو سب سے

۲۔ رسول کریم ﷺ نے ایک روز حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا کہ جب میں نے مجھے پڑوی کے حقوق کے بارے میں اتنی تاکید کی کہ میں سمجھا کہ اس کو درافت میں حق دار نہ ہوادیں۔

(۱۰۹)

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”مومن وہ نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کے برابر میں اُس کا پڑوی بھوکارہے۔“ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو نصیحت فرمائی کہ ”اے ابوذر! جب شور باپا کا تو اُس میں پانی زیادہ کر لیا کرو اور اس میں سے اپنے پڑو سیوں کے ساتھ سلوک کرتے رہو۔“

(۱۱۰)

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے دو آدمیوں کو دیکھا جو ایک تیرے آدمی کو پیٹ رہے تھے۔ آپ ﷺ فوراً اس بیچارے کی امداد کیلئے آگے بڑھے۔ ان دونوں نے کہا آپ ﷺ دخل نہ دیں۔ لیکن حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا ”میں اس کی ضرور مد کرو گا کیونکہ میرا ہمسایہ ہے۔“

ہمہانوں سے سلوک

(۱۱۱)

ہمہانوں کی خاطر و مدارات کو رسول اللہ ﷺ نے ایمان کا جزو قرار دیا ہے۔ حضرت ابو شریع العددیؓ یہاں کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ”جو آدمی اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لا لیا ہے اُسے چاہیے کہ ہمہان کا جائزہ عزت کے ساتھ دے۔“ صحابہ اکرمؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ جائزہ کیا ہے؟ فرمایا ”ہمہان کے ساتھ بہترین سلوک، ایک دن اور ایک رات۔ اور ہمہانی تین دن کی ہے۔ اس کے بعد ہمہان پر صدقہ ہو گا۔“

(۱۰۷)

ایک صحابی نے دربارِ نبوی ﷺ میں عرض کیا کہ حضور ﷺ میرے قرابت دار ایسے ہیں کہ میں ان سے نیک سلوک کرتا ہوں وہ مجھ سے بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں ان پر احسان کرتا ہوں وہ مجھ پر ظلم کرتے ہیں۔ میں ان سے محبت سے پیش آتا ہوں وہ ٹوٹ رہی سے پیش آتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”اگر ایسا ہے تو تم بہت خوش نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ تمہارے شامل حال رہے گی۔ ان سے بدستورِ نیکی اور احسان کرتے جاؤ۔“

قرابت دار تو درکنار آنحضرت ﷺ معمولی سے واقف کا بھی احترام فرماتے۔ جگختن میں جب قبیلہ ہوازن کو نکلست ہوئی اور مال غیریت کے انبار آپ ﷺ کے سامنے لگ گئے تو ایک پریشان حال عورت سر کے بال کھو لے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا اے عبدالمطلب کے پوتے اور آمنہ کے لال جب تو رس دن سے بھی کم کا تھا تو میں نے اُس وقت تجھے دیکھا جب تو حلبہؓ کی گود میں پڑا دودھ پی رہا تھا۔ تیرا خوبصورت کھڑا چاند سے بھی زیادہ روشن تھا۔ میں نے حلبہؓ سے پوچھا یہ بدر منیر کہاں سے لائی؟ اُس نے تیرے باپ دادا کا نام لیا اور میں نے اٹھ کر تیری بلائیں لیں۔ آج تو جوان ہوا تو تو نے ہمارے ہی قبیلے کو تباہ و بر باد کر دیا۔

اس عورت کی تقریر سے آنحضرت ﷺ کی آنکھیں پُرم ہو گئیں اور فرمایا ”اماں امیں تیرا اس وجہ سے ادب کرتا ہوں کہ تو نے مجھے بچپن میں دیکھا ہے اور حکم دیا کہ قبیلہ ہوازن کا تمام مال و دولت اُن کو واپس کر دیا جائے۔“

ہمسایوں سے سلوک

(۱۰۸)

۱۔ والدین اور رشتہ داروں کے حقوق کے بعد رسول اللہ ﷺ نے پڑو سیوں کے ساتھ اچھی طرح رہنے اور عمدہ سلوک کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

لوگ تھے جنہوں نے طائف میں حضور اکرم ﷺ کو پتھر مارے تھے اور آنحضرت ﷺ کے پاؤں مبارک ہو جان ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو نہایت عزت و احترام سے مسجد بنوی ﷺ میں انتار اور خود ان کی مہمانی کے فرائض ادا کئے۔

(۱۱۶)

حضرت سرور کائنات ﷺ اپنے دوستوں اور مہماں کو ہمیشہ اپنے پر سبقت دیتے اور ان کے آرام و آسائش اور دلچسپی کیلئے خود رحمت اٹھاتے۔

ایک دفعہ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کا مہمان ہوا۔ رات کو آپ ﷺ کے ہاں بکری کے دودھ کے سوا کھانے کو پختہ تھا۔ آپ ﷺ نے دودھ مہمان کو پلا دیا اور خود رات فاقہ سے برکی۔ حالانکہ اس سے پہلی رات بھی آپ ﷺ کی فاقہ ہی سے گزری تھی۔ آپ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ یہودی مہمان کیلئے بھی اپنی چادر مبارک بچھادیتے تھے۔

غلاموں سے سلوک

(۱۱۷)

حضرت رافعؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”لوٹیوں اور غلاموں سے نیک خوبی سے سلوک کرنا بہت کاموں جب ہے اور بد خلقی سے پیش آتا بے برکت کا باعث ہے۔“

حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے خدمت گاروں کے قصور کتنی پار معاف کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”ایک دن میں ستر (۷۰) بار۔“

(۱۱۸)

سرکار دو عالم ﷺ نے مسلمانوں کو بار بار تکید فرمائی کہ یہ غلام تمہارے بھائی ہیں۔ جو خود کھانا

(۱۱۲)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو آدمی خدا اور آخوت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے۔ اور جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے اُسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑو میوں کو تکلیف نہ دے۔ اور جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے اُسے چاہیے کہ یا تو بھلائی کی بات کہے یا چھپ رہے۔ اور جو آدمی خدا اور آخوت پر ایمان لایا ہے اُسے چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داری کے تعلقات جوڑے رکھے۔

(۱۱۳)

آنحضرت ﷺ مہمان کی عزت فرماتے تھے خواہ کافر ہی کیوں نہ ہوتا۔ ایک دفعہ چند آدمی حضور ﷺ کے مہمان ہوئے اور رات آپ ﷺ کے ہاں برکی۔ ان میں سے ایک نے زیادہ کھالیا۔ جس سے اُسے بد بخشی ہو گئی اور اُس نے بستر پر پاخانہ کر دیا۔ صبح ہوئی تو وہ شرم کے مارے چلا گیا۔ حضور ﷺ نے فرما اُس کے بستر سے غلافت کو صاف کرنا شروع کیا۔ صحابہ اکرمؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپؓ ہمیں صاف کرنے دیجئے۔ خود تکلیف نہ فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”وہ میرا مہمان تھا اور اس کی خدمت بجالنا میرا ہی فرش ہے۔“

(۱۱۴)

حضرت ابو القadeؓ سے روایت ہے کہ جب نجاشی کا وفد حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور اکرم ﷺ پہنس نہیں اُن کے آرام و آسائش کا اہتمام فرماتے تھے۔ صحابہ اکرمؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم خدمت کیلئے حاضر ہیں۔ فرمایا ”ان لوگوں نے جبیں میں میرے صحابہؓ کی عزت کی تھی۔ اس لئے میں خود ہی اُن کی خدمت گزاری کرنا چاہتا ہوں۔“

(۱۱۵)

۹۔ بھری میں ثقیف کے کافروں کا ایک وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ وہ

حیوانوں پر شفقت

(۱۲۲)

عربوں میں دستور قہا کہ وہ زندہ جانوروں کے بدن سے گوشت کے لکڑے کاٹ لیتے اور انہیں پاک کھاتے۔ اور کبھی تیر اندازی کی مشق کرنے کیلئے ان کو باندھ کر نشانہ بناتے۔ اور کبھی ان کو لڑاکران کا مقام شنا دیکھتے۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ایسی بے رحمیوں سے روکا۔ بلکہ جانوروں کے دُم اور ایال کا شے سے بھی منع فرمایا کہ دُم جانوروں کا مورچل اور ایال ان کا لحاف ہے۔ آپ ﷺ نے جانوروں سے اچا سلوک کرنے کی بار بار ہدایت فرمائی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صحابہ اکرامؓ کی سفر میں قیام کرتے توجہ تک اونٹوں اور گھوڑوں کو چارہ نہ ڈال لیتے نمازیں بھی نہ پڑھتے۔

(۱۲۳)

حضرت عبدالرحمن بن عبد اللہؑ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ میں اور چند شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں ہمراہ تھے۔ ہم نے ایک پرندہ جسے لال کہتے ہیں دیکھا اور اُس کے دو پنچ پکڑ لئے۔ وہ پرندہ بے تاب ہو کر ترپنے لگا۔ اتنے میں آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”کس نے اس کے پنچ پکڑ کر اسے تکلیف دی۔ پنچ چھوڑ دو۔“

(۱۲۴)

رسول اللہ ﷺ نے راستے میں ایک دفعہ ایک اونٹ کو دیکھا جس کی پیچھے اور پیٹ پیٹ بھوک کی زیادتی کی وجہ سے ایک ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”ان بے زبانوں کے حق میں خدا سے ڈرہ۔“

(۱۲۵)

ایک دن حضور اکرم ﷺ نے ایک عرب کو دیکھا جو اونٹ کو تیز چلا رہا تھا۔ اونٹ بیار تھا اور بارگراں کے پیچے دبا رہا تھا۔ لیکن اُس کا سخت گیر آقا چاکب پہ چاکب مارے جا رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

انہیں کھلاؤ۔ اور جو خود پہنچوں پہناؤ۔ آپ ﷺ کو یہ بھی بُرا معلوم ہوتا کہ غلام کو غلام کہا جائے۔ آپ ﷺ نے صاف طور پر فرمادیا تھا کہ ”کوئی شخص غلام کو میرا غلام یا میری لوٹی نہ کہے۔ میرا بچہ یا میری بُنیٰ کہہ کر پکارے اور غلام بھی اپنے آقا کو خداوند نہ کہیں۔“

(۱۲۶)

آنحضرت ﷺ کا سلوک غلاموں کے ساتھ نہایت کریمہ ہوتا تھا کہ غلام خود آنحضرت ﷺ کی جدائی کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ جب آپ ﷺ نے زید بن حارثؑ اور آزاد کر دیا اور ان کے باپ ان کو لینے آئے تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت زیدؑ کو آزاد کرتے ہوئے فرمایا ”اگرچا ہو تو میرے پاس رہو اور اگرچا ہو تو اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ۔“

(۱۲۷)

حضرت ابو مسعود انصاریؓ اپنے غلام کو پیٹ رہے تھے کہ پیچے سے آواز آئی ابو مسعود بھجوہ ابو مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے غصہ کی وجہ سے وہ آواز نہ پہچانی۔ لیکن جب قریب آگئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ ہیں اور فرم� رہے ہیں ابو مسعود بھجوہ۔ میں نے کوڑا ہاتھ سے پیٹک دیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”ابو مسعود تم کو غلام پر جس قدر اختیار حاصل ہے خدا کو اس سے زیادہ اختیار تم پر ہے۔“ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس غلام کو آزاد کیا۔ فرمایا ”اگر تم ایسا نہ کرتے تو آتش دوزخ تم کو چھو لیتی۔“

(۱۲۸)

ایک دن حضور اکرم ﷺ نے اپنے خادم کو کسی کام کیلئے بھیجا اور خود آٹا گوند ہنے لگے۔ اتنے میں ایک آدمی آیا۔ اُس نے دیکھ کر کہا آپ ﷺ خود ہی آٹا گوند ہر ہے ہیں۔ خادم کہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”میں نے اسے ایک کام کیلئے بھیجا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اُس پر دو کاموں کا بوجھ ڈالوں۔ اس لئے ایک کام خود کر رہا ہوں۔“

”جانور پر حرم کیا کرو یہ بوزھا بیمار اور کمزور ہے۔“

(۱۲۶)

ایک دن نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک بھوکا اونٹ پھر رہا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کو دیکھ کر وہ بلانے لگا۔ آپ ﷺ اس اونٹ کے قریب گئے اور اس پر باتھ پھیرا اور پھیکی دی۔ پھر پوچھا یہ کس کا اونٹ ہے۔ جب معلوم ہوا کہ ایک انصاری کا ہے تو اسے بلا یا اور فرمایا ”کیا اس جانور کے معاملہ میں تم خدا سے نہیں ڈرتے؟“

(۱۲۷)

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”ایک شخص سفر طے کر رہا تھا۔ اسے پیاس لگی۔ راستے میں اسے کنوں کے اندر آت کر پانی پیا۔ جب باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک گلتا پیاس کے مارے مرا جا رہا ہے۔ اس شخص نے کہا مجھے کو بھی ایسے ہی پیاس لگی ہے جیسے مجھے لگی تھی۔ پھر وہ کنوں میں آتا اور اپنا موزہ پانی سے محکرا لیا اور گئے کو پلا یا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول فرمائے بخش دیا۔“

صحابہؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ کی حیوانات کیلئے بھی ہم کو اجر ملے گا؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”ہر ایک جاندار کیلئے جس کے کیجیہ میں نہ ہے (جز نہ ہے) تم کو اجر ملے گا۔“

عورتوں کی عزت

(۱۲۸)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ”تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں کیلئے سب سے بہتر ہے اور میں تم میں سب سے زیادہ اپنی بیویوں کیلئے بہتر ہوں۔“

(۱۲۹)

ایک دفعہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یہوی کا حق اُس کے شوہر کے ذمہ کیا ہے؟ فرمایا ”جب خود کھائے تو اس کو کھلائے۔ جب خود پینے تو اس کو پہنائے۔ نہ اس کے منہ پتھر مارے نہ اُس کو مُراہلا کہئے اور نہ گھر کے اندر نہ بہارا سے ذلیل کرے۔“

(۱۳۰)

رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو بھی مردوں کے حقوق کی طرف توجہ دلائی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”نقویٰ اور پرہیز گاری کے بعد ایک مسلمان کیلئے نیک یہوی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔“ (بہترین عورت وہ ہے) کہ جب شوہر اس کو کوئی حکم دے تو فرمائیں لے اور جب شوہر اس کو دیکھے تو خوش ہو جائے۔ اور شوہر اس کو قسم دے کر پچھ کہئے تو وہ اُس کی قسم پوری کرے۔ اور جب شوہر گھر پر نہ ہو تو وہ اپنی عصمت دا برا اور اپنے شوہر کے مال کی پوری حفاظت کرے۔

(۱۳۱)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”اگر میں خدا کے سوا کسی اور کیلئے جدھ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ لیکن اسلام میں خدا کے سوا کسی اور کو جدھ جائز نہیں۔“

(۱۳۲)

حضور اکرم ﷺ نے عورتوں کی بے حد عزت کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی رضاگی والدہ اور دایکی عزت کی۔ آپ ﷺ اپنی بیویوں کی بھی عزت کیا کرتے تھے اور فرماتے ”عورتیں کمزور صفت ہیں اور بہتر سلوک کی مستحق ہیں۔“

کے پہلو مبارک میں چٹائی کے نشان پڑے ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کی حضور ﷺ ہم آپ ﷺ کیلئے بست تیار کر دیں۔ فرمایا ”میں ڈنیا میں اُس سافر کی طرح ہوں جو سواری سے اُتر کر تھوڑی دری کیلئے سایہ دار درخت کے نیچے آرام کرتا ہے اور پھر پل پڑتا ہے۔“

(۱۳۷)

ایک دن حضور اکرم ﷺ حضرت فاطمۃ الزهرۃ کے پاس تشریف لائے اور دیکھا کہ حضرت فاطمۃؓ کے ہاتھ میں سونے کا لگن ہے اور آپ ﷺ ایک عورت سے ذکر کر رہی تھیں کہ ابو الحسن (حضرت علیؑ) نے مجھے یہ لگن ہدیہ دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”اے فاطمۃؓ! کیا تھے پند ہے کہ لوگ کہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی کے ہاتھ میں آگ کا کڑا ہے؟“ آپ ﷺ یہ فرمایا کہ تشریف لے گئے اور خاتون جنت پر اس کا یہ اثر ہوا کہ آپ ﷺ نے اُسی وقت اُس سونے کے کڑے کو نیچے دیا اور اُس کی قیمت سے غلام آزاد کر دیا۔

(۱۳۸)

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اُس وقت آپ ﷺ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور سر مبارک کے نیچے ایک چڑے کا نکیہ تھا۔ جس میں روئی کی بجائے چڑے کے گلوے بھرے تھے۔ اور چٹائی کے نشان سرکارِ دو عالم ﷺ کے جسم مبارک پر پوسٹ ہو گئے تھے۔ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں قیصر و کسری تو عالیشان محلوں میں آرام و آسائش کی زندگی بس رکریں اور آپ ﷺ خدا کے سچے رسول ہوتے ہوئے اس تدریجیں برداشت کریں۔

آپ ﷺ نے فرمایا ”عمرؓ! کیا یہ پسند نہیں کرتے کہ وہ چند دن کی فانی زندگی میں عیش و عشرت کریں اور نہیں آخرت کا دائیٰ آرام و عیش نصیب ہو؟“؟

(۱۳۹)

حضرت عروہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا ”رسول خدا ﷺ کے گھر دو دو مینے

(۱۳۳)

ایک دن ایک آدمی اپنی بیوی کو گلی میں مارہا تھا اور بہت سے لوگ کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے لکار کر فرمایا ”کسی عورت کو نہ مارو اور لوگوں کے سامنے اُس کی بے عزتی نہ کرو۔ کسی عورت کو مارنا بہادری نہیں ہے اور تم سب بہادر لوگ ہو۔“

(۱۳۴)

ام المؤمنین حضرت صفیہؓ ایک سفر میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھیں۔ وہ تمام جنم کو چادر سے ڈھانپ کر اونٹ کی پچھلی نشست پر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ہوا کرتی تھیں۔ جب وہ اونٹ پر سوار ہونے لگتیں تو آنحضرت ﷺ اپنا گھنٹہ مبارک آگے بڑھا دیتے۔ حضرت صفیہؓ اپنا پاؤں حضور اکرم ﷺ کے گھنٹے مبارک پر کھڑک سوار ہو جاتیں۔

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ کا پاؤں مبارک پھسل گیا اور حضور اکرم ﷺ اور حضرت صفیہؓ دونوں گر پڑے۔ حضرت ابو طلحہؓ دوڑے دوڑے آپ ﷺ کی طرف آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”پہلے عورت کی خبر لاؤ۔“

زہد و قناعت

(۱۳۵)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”ڈنیا کے مال و متاع کا نام تو گنگری نہیں بلکہ اصل تو گنگری قناعت ہے۔“

(۱۳۶)

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ چٹائی پر سو گئے۔ اُنھوں نے آپ ﷺ

نے پوچھا حضور ﷺ کو آج کیا معاملہ ہے؟ فرمایا ”کچھ نہیں“۔ انہوں نے پھر پوچھا کیا آج خاوند تعالیٰ کی طرف سے خاص حکم ہے۔ جس کی وجہ سے حضور ﷺ بے قرار ہیں۔ فرمایا ”نہیں“۔ پوچھا پھر حضور ﷺ آرام کیوں نہیں فرماتے۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ نے وہ چاندی لکال کروکھائی۔ فرمایا ”یہ ہے جس نے مجھے بے قرار کر رکھا ہے۔ مجھے ذر ہے کہ مبادا یہ میرے پاس ہی ہوا اور میری موت آجائے۔“

(۱۲۳)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی شکم سیر ہو کر نہیں کھایا اور کبھی فاقہ کا ٹکوہ کسی سے نہیں فرمایا۔ ناداری حضور اکرم ﷺ کو غنا سے پیاری تھی۔ کبھی ایسا ہوتا کہ بھوک کی وجہ سے رات بھرنیدنہ آتی۔ مگر اگلے دن کاروزہ پھر کھلیتے اور مئیں حضور اکرم ﷺ کے فاقہ کی حالت دیکھ کر روپڑا کرتی اور عرض کرتی یا رسول اللہ ﷺ دنیا میں سے اتنا ہی قبول کر لیجئے جو جسمانی طاقت کو قائم رکھنے کو کافی ہو۔

حضور اکرم ﷺ جواب دیتے ”عائشہؓ مجھے دنیا سے کیا کام۔ میرے بھائی اول المعمرون رسول تو اس سے بھی زیادہ حالت پر صبر کیا کرتے تھے۔ وہ اسی حال میں رہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے گئے۔ اب اگر میں آرام و آسانی کو پسند کرتا ہوں تو مجھے یہ بھی شرم آتی ہے کہ ان سے کم رہ جاؤ گا۔ مجھے جو چیز سب سے زیادہ پیاری ہے وہ یہ ہے کہ اپنے بھائیوں سے جاملوں۔“

عزّم واستقلال

(۱۲۴)

رسول پاک ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ عزم واستقامت کی ایک پوری کتاب ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے دین کا جھنڈا لے کر میدان میں لٹکے اور اس کی سرپرندی کیلئے طرح کی مصیبتیں اٹھائیں۔ ہر قدم پر آپ ﷺ کو روکا گیا، دھمکیاں دی گئیں، لالج دیئے گئے مگر آپ ﷺ اپنے کام پر مستقل مراجی سے چڑھ رہے۔

تک آگ نہ جلتی تھی۔ میں نے عرض کیا خالہ اپھر آپ لوگوں کا گزارہ کس طرح ہوتا تھا۔ فرمایا کبھر اور پانی پر اور کبھی کبھی حضور اکرم ﷺ کے پڑوی انصار اپنی بکریاں بیچ دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ ان کا دودھ ہمیں پلاپا کرتے تھے۔

(۱۲۵)

آخری وقت میں میں سے شام تک کا علاقہ مسلمانوں کے فضہ میں آچکا تھا۔ مگر حضور اکرم ﷺ کی یہ حالت تھی کہ مگر میں صرف ایک چار پائی، ایک چڑے کا ملکیتہ اور ایک کبھر کی چٹائی تھی اور جب حضور اکرم ﷺ نے وفات پائی تو مگر میں تموزے سے جو کے سوا کھانے کو کچھ نہ تھا۔

(۱۲۶)

حضرت عقبہ بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے عصر کی نماز مدینہ منورہ میں حضور اکرم ﷺ کے پیچے پڑھی۔ آپ ﷺ سلام پھیرتے ہی جلدی سے گھر تشریف لے گئے۔ حضور اکرم ﷺ کی اس جلدی سے ہم بہت گھبرائے۔ تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ہماری پیشانی کو دیکھ کر فرمایا ”سو نے کا ایک گلزار مسجد کو یاد آ گیا جو گھر میں پڑا تھا۔ میں نے سوچا کہیں ایسا نہ ہو کہ اس گلزار کے باعث خدا کے عذاب میں جلا ہو جاؤں“۔ چنانچہ آپ ﷺ نے وہ گلزار اسی وقت مجاہوں میں تقسیم کر دیا اور پھر عبادت میں مصروف ہو گئے۔

(۱۲۷)

ایک دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک سوالی آیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”بیٹھو خدادے گا۔ پھر دوسرا آیا۔ پھر تیسرا آیا۔ حضور اکرم ﷺ نے سب کو ہٹھا لیا۔ حضور اکرم ﷺ کے پاس اُس وقت ظاہری طور پر دینے کو کچھ نہ تھا۔ اتنے میں ایک خپٹ آیا اور اُس نے چار اوچیہ چاندی خدمت اقدس میں پیش کی۔ حضور اکرم ﷺ نے ایک اوچیہ تو ان تینوں کو تقسیم فرمادے۔ باقی ایک اوچیہ لینے والا کوئی نہ آئھا۔ رات ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے وہ چاندی اپنے سر برانے رکھ لی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کو نیند نہیں آتی۔ اٹھتے ہیں اور نماز پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ

تمہارے پاس روشن دلیں لے کر آیا ہے۔ اس پر چند شریوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے بھی اڑنا شروع کر دیا۔

(۱۲۷)

جب قریش نے دیکھا کہ ڈرانے و مکانے سے کام نہیں چلا تو یہ لوگ آنحضرت ﷺ کے پیچا ابوطالبؑ کے پاس آئے اور کہا تمہارا بھتیجا ہمارے مذہب اور ہتوں کو بُرًا کہتا ہے۔ یا آپ اُس سے الگ ہو جائیں یا اُسے ہمارے پر دکر دیں۔

حضرت ابوطالبؑ نے آپ ﷺ کو سمجھایا اور کہا مجھ پر اتنا بوجوہنہ ڈالو۔ میں تمام قریش کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا ”اے پچا! خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے دامیں ہاتھ میں سورج اور بامیں ہاتھ میں چاند لا کر رکھ دیں تو بھی میں اس کام کو چھوڑ نہیں سکتا۔ خدا میرا مندگار ہے اور وہ اسے ضرور پورا کر کے رہے گا۔“ اس پر ابوطالبؑ نے کہا اے میرے بھتیجی پچھے خوف نہ کرو جو کام تو کر رہا ہے اسے کرتا جا۔ جب تک میں زندہ ہوں تیری حفاظت کرتا رہوں گا۔

(۱۲۸)

جب قریش نے دیکھا کہ محمد ﷺ کی قیمت پر اپنی تبلیغ کو نہیں چھوڑتے۔ تو انہوں نے ارادہ کیا کہ آپ ﷺ کو لالج دے کر اس کام سے روکا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایک شخص عتبہ کی معرفت آپ ﷺ کو کہلا سمجھا کہ اگر آپ ﷺ اس کام سے عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ ﷺ کو اپنا سردار اور پادشاہ بنانے کو تیار ہیں اور اگر مال و دولت کی ضرورت ہے تو ہم آپ ﷺ کو مالا مال کر دیتے ہیں اور اگر کسی خوبصورت مورت سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو جس کی طرف اشارہ کریں وہ حاضر ہے۔ اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”مجھے شادی کی ضرورت ہے نہ مال و دولت کی ضرورت ہے نہ کسی اور شے کی حاجت ہے۔ میں خدا کا رسول ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ لوگوں کو بُرے کاموں سے روکوں۔ اگر تم میرے کہنے پر عمل کرو گے تو اس ڈیا اور اگلی ڈیا میں خوش دیکھو گے۔“

جب عتبہ اپنے مقصد سے ناکام پھرا اور قریش کو آنحضرت ﷺ کا جواب سنایا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ مخالف ہو گئے اور آنحضرت ﷺ کے (نحوذ بالله) قتل کے مشورے کرنے لگے۔ مگر قریش کی یہ

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کیں جا رہے تھے کہ کسی شریر نے آپ ﷺ پر (نحوذ بالله) بہت ہی کچھ پیش کی۔ جس سے تمام حسم مبارک اور کٹرے آ لودہ ہو گئے۔ اسی حالت میں گھر تشریف لائے۔ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ دیکھ کر اٹھیں اور کٹرے دھلانے لگیں۔ آپ ڈپانی ڈالتی جاتی تھیں اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرماتی تھیں خدا جانے میرے باپ نے ان غالموں کا کیا بکار ہا ہے کہ یہ بخت ہا تھوڑو کر کر پیچھے پڑ گئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”یعنی رو و موت، اللہ تعالیٰ تیرے باپ کی حفاظت کرے گا۔“

(۱۲۵)

نبی کرم ﷺ ایک دن نماز پڑھ رہے تھے۔ چند قریش بھی تھے۔ کافروں کا سراغنہ ابو جہل آیا اور اپنے ساتھیوں کو کہنے لگا آج فلاں جگہ اونٹ ذن کیا گیا ہے۔ اس کی اوچھڑی پڑی ہوئی ہے۔ کوئی جا کر اٹھالا ہے اور (نحوذ بالله) محمد ﷺ پر ڈال دے۔ عقبہ گیا اور وہ اوچھڑی اٹھالا یا۔ جو غلامت سے بھری ہوئی تھی اور جب آنحضرت ﷺ مسجد میں گئے تو آپ ﷺ کی پشت مبارک پر ڈال دی۔ آپ ﷺ بدستور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے۔ مگر دینِ اسلام کے ڈمن پاس کھڑے نہ رہے تھے۔ این مسعود صحابی جو اس وقت بچے تھے یہ حرکت دیکھ کر گلوہ رہے تھے۔ مگر دھل دینے کا حوصلہ نہ پڑتا تھا۔ اتفاق سے حضرت فاطمۃ الزہرہؓ بھی تشریف لے آئیں اور حضور اکرم ﷺ کی پشت مبارک سے اوچھڑی ہٹائی اور کافروں کو بُرًا کھلا کھا۔

(۱۲۶)

حضرت عمر بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور اکرم ﷺ خان کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط بھی مسجد المرام میں داخل ہوا اور اپنی چادر کو لپیٹ کر تی کی طرح بھایا اور جس وقت آنحضرت ﷺ سجدہ میں گئے تو یہ چادر آپ ﷺ کی گردان مبارک میں ڈال دی اور اسے بیچ دینے شروع کر دیئے۔ جس سے آپ ﷺ کی گردان مبارک بھیخ گئی۔ مگر آپ ﷺ اطیمان سے سجدہ میں پڑے رہے۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ تشریف لائے اور انہوں نے عقبہ کو دھکے دے کر ہٹایا اور زبان سے فرمایا کہ تم ایسے بزرگ کو مارنا چاہتے ہو جس کا جرم یہ ہے کہ وہ اللہ کو پروردگار کہتا ہے اور

دوزخ کی طرف۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا کے نزدیک کذاب (بہت جھوٹا) کھا جاتا ہے۔

(۱۵۲)

نبوت کے دعویٰ سے پہلے تمام قریش مکہ حضور اکرم ﷺ کی صداقت اور امانت کی وجہ سے آپ ﷺ کو صادق اور امین کے نام سے پکارتے تھے۔ اور آپ ﷺ کے دشمن بھی آپ ﷺ کی راست گئی کے قائل تھے۔

نصر بن حارث آنحضرت ﷺ کا جانی دشمن تھا۔ ایک دن اس نے قریش کو مخاطب کر کے کہا تھا۔ ہی سے محمد ﷺ تم سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ دیانت دار مانا جاتا تھا مگر اب جب وہ جوان ہو گیا اور اس نے اپنا مہب تھارے سامنے پیش کیا تو تم نے کہا دیا کہ وہ جادوگر ہے۔ ہمیں نہیں بخدا دہ جادوگر ہرگز نہیں۔

(۱۵۳)

ابوسفیان رض مکہ تک اسلام کے سب سے بڑے دشمن تھے۔ ہر قل با شاہ نے بیت المقدس میں جب ان سے سوال کیا کہ اس شخص (رسول اللہ ﷺ) کو اس کے دعوے سے پہلے تم جھوٹا سمجھتے تھے؟ تو ان کو یہ جواب دیا پڑا کہ نہیں۔ نبوت کے دعوے سے پہلے ہم نے ان کو بھی جھوٹ بولتے نہیں سنًا۔

(۱۵۴)

نبوت سے پہلے رسول پاک ﷺ کی زندگی کا پیشتر حصہ تجارت میں گزارا۔ آپ ﷺ نے لین دین کے معاملہ میں نہ کبھی جھوٹ بولا اور نہ کسی کو دھوکا دیا۔ اگر آپ ﷺ کے مال میں کوئی نقصان ہوتا تو آپ ﷺ خود ہی اس چیز کا عیب کا پک کر بتاتے تھے اور اسی صداقت اور دیانت کی وجہ سے بی بی خدیجہ نے اپنا تجارتی مال آپ ﷺ کے سپرد کیا اور آپ ﷺ اسی راست بازی اور دیانت سے تجارت میں کامیاب ہوئے اور اپنی خوبیوں کی بنا پر حضرت خدیجہ رض نے آنحضرت ﷺ کو شادی کا پیغام بھجوادیا۔

ستھیاں اور قتل کی دھمکیاں آپ ﷺ کو اپنے ارادہ سے نہ ہٹا سکیں۔

(۱۵۹)

جب صحابہ اکرم قریش کی ایذا رسائیوں سے نگہ آگئے تو ایک صحابی نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ ان ظالموں کے حق میں بدعا کیوں نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں جن کے سروں پر آرے چلائے جاتے تھے۔ پھر بھی وہ اپنے فرض میں کوتا ہی نہ کرتے تھے۔ صبر کر دہ خدا ہمارے کام کو پورا کرے گا۔ حتیٰ کہ شتر سوار صنعتے حضرموت تک سفر کرے گا اور اسے خدا کے سوا کسی کا ذرہ نہ ہو گا"۔

(۱۵۰)

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے بھرت فرمائی اور اپنے رفق حضرت ابو بکر صدیق رض کے ہمراہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو سب سے پہلے آپ ﷺ نے غارِ ثور میں پناہ دی۔ جب کفار مکہ کو آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کا علم ہوا تو آپ ﷺ کا تعاقب کرتے ہوئے غارِ ثور تک پہنچ گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رض نے عرض کیا ہے رسول اللہ ﷺ دشمن سر پر پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "لا تخفزَ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَّا غُنْمَةً كَرَوَ اللَّهُ هَارِسَ سَاتِحَ هُوَ"

سچائی

(۱۵۱)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رض بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "لوگوں کی کوشش بولنے کو اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ مج بولنا آدمی کو نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ آدمی مج بولنا رہتا ہے اور مج بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ خدا کے نزدیک صدیق (بہت سچا) کھا جاتا ہے۔ اور جھوٹ بولنے سے بچو۔ کیونکہ جھوٹ بولنا فتن و فجور کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور فتن و فجور

عفت اور حیا

(۱۵۵)

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "ایمان کی کئی شاخیں ہیں۔ ان میں سے ایک حیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "حیا اور ایمان دونوں چیزوں میں ہوئی ہیں اگر ان میں سے ایک اٹھ جائے تو دوسری خود بخود اٹھ جاتی ہے۔"

حضرت ابو سعید حذیریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شرم و حیا میں ان کنواری عورتوں سے بھی بڑھے ہوئے تھے جو پردے میں رہتی ہیں۔ اگر آپ ﷺ کو کسی شخص میں کوئی بات بُری معلوم ہوتی تو آپ ﷺ زبان سے کچھ نہ فرماتے۔ بلکہ ہم حضور اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک ہی سے اندازہ کر لیتے کہ یہ بات آپ ﷺ کو حچھی نہیں لگتی۔

(۱۵۶)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن میری بین اسماہ میرے مکان پر آئیں۔ وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ نبی کریم ﷺ بھی گھر پر موجود تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے دیکھتے ہی منہ پھیر لیا۔

(۱۵۷)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عورتوں سے صرف زبانی اقرار لے کر بیعت فرماتے۔ ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہ لیتے اور نہ آپ ﷺ نے کبھی ایسی عورت سے ہاتھ ملایا جو آپ ﷺ کے نکاح میں نہ ہو۔

ایک صحابیہ کا بیان ہے کہ میں دوسری عورتوں کے ساتھ رسول پاک ﷺ کی خدمت میں بیعت ہونے کیلئے حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے ہم سب سے اقرار لیا کہ شرک نہ کریں گی اور چوری بُدکاری اور بہتان تراشی سے بُکھیں گی۔ اس کے بعد جب ہم نے بیعت کیلئے ہاتھ بڑھایا تو فرمایا "میں عورتوں سے

مصالغہ نہیں کرتا۔"

خدمتِ خلق

(۱۵۸)

رسول مقبول ﷺ ہر مسکین، نجیف، بوڑھے اور کمزور کی مدعا فرماتے اور اُس کی مدد کیلئے اُنہی سے اُنہی سے خدمتِ سراجِ جام دیتے۔ جب راستہ میں کوئی ناپیٹا مالتا تو اُسے راستہ دکھاتے اور اُس کی لاخی پکڑ کر اُسے متزل مقصود تک پہنچا دیتے۔ کسی کمزور کے سر پر بوجو دیکھتے تو اُنھا کر اُس کے گھر تک لے جاتے۔ راستوں سے کائنے اور پھر اُنھا کر راستہ صاف کر دیتے تاکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔

(۱۵۹)

ابوسفیان حضور اکرم ﷺ کا جانی ڈشمن تھا۔ ایک دن آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان کا ایک غلام پیار ہے اور اُس کی تیارداری کرنے والا کوئی نہیں۔ آپ ﷺ اُس غلام کے پاس گئے اور رات بھر اُس کے سر ہانے بیٹھے رہے۔ جب کبھی وہ غلام درد سے چین امتحا تو آپ ﷺ اُس سے فرماتے گھبرا دیں میں تھمارے پاس ہوں۔

(۱۶۰)

ایک بوڑھا غلام اپنے آقا کے باغ کو پانی دے رہا تھا۔ ملکی بہت دوستی اور یہ غلام بہت کمزور اور نجیف تھا۔ بچارے کی ناگزین اور ہاتھ کا نپ رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے دیکھا اور اُس کی حالت پر حرج آیا۔ آپ ﷺ اُس کے پاس گئے اور اس سے ڈول لے کر تمام دن باغ کو پانی دیتے رہے اور بوڑھے غلام کو آرام کرنے کو فرمایا۔ جب آپ ﷺ نے کام ختم کر لیا اُس وقت فرمایا جب کبھی تمہیں میری مدد کی ضرورت پڑے مجھے یاد کر لیا کرو۔ میرا نام محمد ﷺ بن عبد اللہ ہے۔

(۱۶۱)

ایک دفعہ ایک صحابی کی جگ میں شریک تھے۔ ان کے گھر میں کوئی مرد نہ تھا اور عورتوں کو دودھ دو ہتنا نہیں آتا تھا۔ آنحضرت ﷺ ہر روز ان کے گھر تشریف لے جاتے اور دودھ دھوآیا کرتے۔

(۱۶۲)

ایک شام حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوا کہ ایک یہودی کا غلام بہت سخت پیار ہے اور اُس کی تیارداری کرنے والا کوئی نہیں۔ آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے۔ وہ ایک نجگ و تاریک کوششی میں پڑا تھا۔ جب اُس نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو کہا میرے آقانے تمہیں میری تیارداری کیلئے بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”ہاں تمہارے آقانے مجھے تمہاری نگرانی کیلئے بھیجا ہے“۔ آپ ﷺ نے ساری رات پیار کے ساتھ بسرا کی اور اُسے سلسی دیتے رہے اور اُس کی سخت کیلئے ڈعا فرماتے رہے۔

خالی